صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز بدھ مورخہ 3 ستمبر 2003ء بمطابق 5 رجب 1424 ہجری صبح دس بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَ٥ نَحۡنُ أَوۡلِيَآؤُكُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِۖ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِيٓ أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ٥ نُزُلٗا مِّنۡ غَفُورٖ رَّحِيمٖ٥ وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلٗا مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحٗا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ

(ترجمہ): جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں)۔ اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی)۔ (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد۔

قاضی محمد اسد خان: نہیں، جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہے۔ آپ براہ مہربانی مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ Leave applications ہیں۔ اس کو ذرا میں پڑھ لوں پھر۔۔۔۔

قاضی محمد اسد خان: سر! بات ہمیشہ یہ ہو جاتی ہے۔ آپ میری بات سن لیں۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: پھر ٹائم دیتا ہوں نا۔ قاضی صاحب! بالکل ٹائم دیتا ہوں۔ جن معزز اراکین کی طرف سے رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ وہ بغرض منظوری ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اسماء گرامی جناب نادر شاہ صاحب، ایم پی اے، آج کے لئے، جناب سردار عنایت اللہ خان گنڈاپور صاحب، ایم پی اے، آج کے لئے اور جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب ایم پی اے آج کے لئے۔

Is it the desire of the House that leave may be granted ?

(The motion was carried.)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Leave is granted.

تقرریوں و تبادلوں پر بحث

جناب سپیکر: جناب قاضی محمد اسد خان صاحب۔

قاضی محمد اسد خان: شکریہ جناب سپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ تمام محکموں میں ٹرانسفرز اور پوسٹنگ پر Ban لگا ہوا ہے اور اس سے آپ بھی اچھی طرح سے واقف ہیں۔ اس ہاؤس کو میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ تقریباً تین ماہ سے C.M کے P.S.O اور A.P.S وغیرہ کے دستخطوں سے میرے حلقے میں روزانہ Ban relaxation ہو رہی ہیں جس کا ہمیں پتہ نہیں ہوتا۔ جتنی Vacant پوسٹیں ہیں تو ان پر C.M کے P.SO اور A.P.S کے ذریعے ان Vacant پوسٹوں پر Transfers and postings ہو رہی ہیں جس کے لئے انہوں نے ہم سے نہ کوئی رابطہ کیا نہ لوکل ایم پی اے جو کہ کنسرنڈ ایم پی اے ہے، نہ اس سے پوچھا گیا اور نہ اسے بتایا گیا اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب میں نے ڈی سی او ہری پور سے پوچھا کہ آپ یہ کس لئے اور کس کی اجازت سے کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا ہم نے وہاں پر حقانی صاحب سے ٹیلی فون پر بات کی ہے اور انہوں نے کہا کہ جو Stamp ہم لگا کر دیں اس کے بعد آپ کو کوئی ضرورت نہیں

دوبارہ Verification کرنے کی اور نہ اس کے لئے کوئی سمری۔ ہمارے Stamp پر آپ اس کو Ban relax کر کے دیں اور اس کا سب سے بڑا نقصان جناب سپیکر! یہ ہے کہ جو لوگ، Teachers specially میں جن کے حوالے سے بات کر رہا ہوں اور آپ کو اس کا علم بھی ہے کہ جو Teachers hard areas میں پڑے ہوئے ہیں، ہری پور میں بھی آسان ایریاز اور Difficult areas ہیں۔ Hard areas کا Tenure دو سال ہے اور دو سال گزرنے کے بعد بھی وہاں پر چھ چھ اور سات سات سال سے خواتین Teachers پڑی ہوئی ہیں، Male teachers پڑے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ان کا حق بنتا ہے کہ وہ Hard areas کے بعد میدانی علاقے میں آئیں اور اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں۔ یہاں پر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ شہر کے اندر رہتے ہیں انہی کی Transfer شہر کے قریب واپس اور Mutual بھی کر دی جاتی ہے، Vacant پر بھی کر دی جاتی ہے۔ دوسرے حلقے کے ایم پی ایز میرے حلقے میں آکر مداخلت کرتے ہیں اور سر بات یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلام اور انصاف کے منافی ہے۔ یہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ہم اسمبلی میں بات کرتے ہیں کہ ہمارے حقوق ہیں۔ ایک ایم پی اے کے حقوق تو آپ دے نہیں رہے ہیں تو آپ پھر کونسے حقوق کی بات کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ میرے حلقے کے لوگ جو وہاں پر بیٹھے ہیں اور یہاں پشاور نہیں آسکتے، وہ وہاں بیٹھے رہیں اور یہاں سے پتہ نہیں کہ کون سی Stamps بنا بنا کر وہاں پر Relax کر رہے ہیں۔ اب جبکہ Ban کا اختیار واپس چلا گیا ہے منسٹر صاحب کے پاس تو میں ان کے پاس گیا تو مجھ سے ایجوکیشن منسٹر فرماتے ہیں کہ جی اس پر تو Ban ہے۔ یہ تو ممکن نہیں ہو سکتا تو مجھے پتہ چلنا کہ پندرہ تاریخ کو کوئی P.S صاحب ہیں وزیر اعلیٰ کے، منظور صاحب ان کی پندرہ تاریخ کو Transfer ہو گئی، ان کے لکھنے اور Relaxation پر 25 تاریخ کو ہری پور میں آرڈرز ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد چیف منسٹر صاحب چھٹی پر ہیں۔ 19 تاریخ سے لیکر، ان کی Relaxation، کس قانون کے تحت ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک آپ ان لوگوں کے Order cancel نہیں کرتے، میرے لئے اس ہاؤس میں بیٹھنا ممکن نہیں ہے، لہذا میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن اسمبلی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

<u>جناب سپیکر:</u> قاضی صاحب، قاضی صاحب!

جناب جمشید خان: دا جی زمونږه د ټولو مسئله ده، قاضی صاحب مونږه دا درخواست کوؤ چې دوئ د کښېنی، دے باندې زمونږه د ټولو خبرے شته Reservations، پرے زمونږه شته دے جی۔

جناب سپیکر: ستاسو خوښه ده۔

جناب بشیر احمد بلور: عرض دا دے لکه چې څنګه قاضی صاحب خبره اوکړله۔ هم دغه شان زمونږ په حلقو کښې هم کیږی۔ مخکښې تاسو Ban لګوئ نو Ban د ټولو د پاره Ban دے ،بیا چیف منسټر صاحب چې کله Relaxation کوئ نو تاسو پخپله وائی چې مونږه سفارش نه منو۔ مونږه انصاف کوؤ، مونږ عدل کوؤ، نه انصاف دے ، نه عدل دے اؤ بیا سفارشے منلے کیږی نو ریښتیا خبره دا ده۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: زما په خیال په هغې کښې۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: دا ناجائزه ده۔

جناب عبدالاکبر خان: تاسو یقین اوکړې چې تاسو په خپله باندې ګورنمنټ نوټیفکیشن اوکړو چې مونږه به ټرانسفرز به په مارچ اؤ یا د جولائی په میاشت کښې کوؤ۔ بیا به هغې کښې هم چې کوم دے د بل مسټر په منسټری کښې چیف منسټر پی۔اے چې کوم دے نو هغه لګیا دے او هغه Relaxation ورکوی خو چې اوس خبره دے ته دا اورسیده چې هلته کښې کلرکان ناست دی اؤ هغوی د چیف منسټر په Behalf باندې Relaxation ورکوی، زمونږه په خلقو کښې خو مونږه هډو په دے باندې نه پوهیږو۔ سحر چې ګورو نو یو کس ئے رالیږلے وی نو بله ورځ چې ګورو یو بل کس ئے رالیږلے وی۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان په دے باندې نن پرے ستاسو Discussion شته او که نشته دے۔

جناب عبدالاکبر خان: په دے کښې دا خو پکښې نشته دے کنه۔

جناب سپیکر: ولے پکښې، دا به پکښې وی، مطلب دا دے چې۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب عبدالاکبر خان: کہ تاسو وائی چې مونږه به ئے پکښېرا والو۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: نہ نہ۔۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب عبدالاکبر خان: زما مقصد جی دا دے چې په دے باندې تاسو Seriously دغه واخلے۔ مونږه ته پته ده چې ستاسو کار به کیږی خو زمونږه کار خو خراب دے کنه۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر صاحب! زۀ خالی دا ریکویسټ کول غواړمه چې تاسو ته دا علم دے چې د Postings او د Transfers په حوالے سره، چې کوم دا Unprecedented transfers شوې وو۔ او کوم حالات په دے هاؤس کښې پیدا شوې وو د هغې په لړ کښېدا Standing Committees جوړے شوے وے۔ نو دا د یو Posting او د Transfer په وجه باندې دومره حالات په دے اسمبلئ کښې مونږه نه غوښتل چې دا سے د اوشی خو بیا باوجود د هغې، دا زمونږه یونیم وررور خو چې کوم دے نو دهغوی نه دغه نه شو کولے چې دهغوی زړهٔ سوزی په دے خبرو باندې، ګنی دا خبرے مونږه غوندے خلقو سره آئےدن کیږی لګیا دی۔ مونږه خو خپل ځان په یو وخت کښې د حکومت هغه Supporter دغه کیدو او مونږه د دوی سره Cooperation هم کولو خو باوجود د دے چې مونږه غوندے خلقو سره هم دا سے عمل کیږی۔ نو دوئ نه څه ګیله ده چې دوئ سره به دا سے لوبے نه کیږی نو پکار دا دی چې مونږه په دے حوالے سره، چې دا کومه تاسو ته ایجنډه در کړې ده۔د Standing Committee سره، نو که تاسو اجازت کوئ په هغې باندې بیا مونږه خبرے او اترے کوؤ۔ او دوئ خو خیر دے د خپل زړهٔ خبره اوکړله ګنی مونږه د دے Standing committee په حوالے سره د Postings او د Transfers اؤ چې کوم زمونږه Recommendations اؤ Reports دی، په هغې

کښېنې په تفصیلاً بحث پرے کوؤ۔ تاسو به په دے باندې مونږه ته نن اجازت راکوے۔ مهربانی جی۔

جناب سپیکر: جی، سراج صاحب۔

جناب سراج الحق (سینئر وزیر): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب! قاضی محمد اسد نے جو بات کی ہے۔ بنیادی طور پر تو رولز میں نہ کسی منسٹر کا ذکر ہے اور نہ کسی پی ایس او کا ذکر ہے۔ رولز میں میرٹ کا ذکر ہے، قواعد اور ضوابط کا ذکر ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہم اس کو پسند کرتے ہیں، اس کو Like کرتے ہیں اور یہی طریقہ ہونا اس پر ہم کاربند بھی ہیں تو ممکن ہے کوئی منسٹر یا کوئی ذمہ دار کسی افسر کو خط بھی لکھے۔ لیکن تمام محکموں سے ہم نے کہا ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں اپنے رولز اور قواعد و ضوابط کو نہ چھوڑیں اور مجھے بتایا گیا ہے راجہ فیصل نے کہ وہاں ان کا بھائی ناظم ہے اور جتنی بھی وہاں انہوں نے پوسٹنگز کی ہیں تو ان کے کہنے پر انہوں نے وہ Stop کی ہیں اور ان کو مطمئن کرنے کے لئے انہوں نے سب کو اپنی اپنی جگہ پر بحال کر لیا ہے۔ قاضی صاحب کو بھی ہم یہی اطمینان دلاتے ہیں کہ سارے لوگ شہری ہیں، Citizens ہیں، کسی پوسٹنگ میں بھی پارٹی کا ذکر نہیں ہے کہ فلاں آدمی اگر اس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے تو وہ Appoint ہوگا اور جو نہیں رکھتا تو وہ نہیں ہوگا۔ اس لئے ہم سختی سے اس چیز کو یقینی بنانا چاہتے ہیں کہ تمام محکموں میں ٹرانسفرز بھی اور Appointments بھی رولز، قواعد اور ضوابط کے تحت ہوں اور جس طرح انور کمال صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ جو کمیٹی بنی تھی وہ اسی وجہ سے بنی تھی کہ اگر کہیں قواعد کی خلاف ورزی کی بھی گئی ہے تو وہاں اپیل کرکے وہ اپنی بات اس کو بتا بھی سکتے ہیں، سنا بھی سکتے ہیں اور وہ جو بھی Decision دیں اس پر حکومت عمل درآمد کرنے کی پابند ہے۔

جناب سپیکر: آصف اقبال آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب آصف اقبال (وزیر اطلاعات): جی سر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں۔

وزیر اطلاعات: شکریه سپیکر صاحب۔ اصل کښې دوئ چې کوم نقطه اوچته کړه جی هغه د ټرانسفرز، جنرل ټرانسفرز چې کوم دی نو هغه پالیسی دا ده چې جنرل ټرانسفرز به په ایجوکیشن کښې اؤ صحت محکمه کښېپه مارچ کښې کیږی۔ او

په نورو محکمو کښې به په جولائی کښې کيږی۔ دوئ چې کوم ذکر اوکړو د Adjustment والا، نو په پالیسی کښې دا ذکر دے چې Adjustment باندې پابندی نشته۔ يو ځائے کښې Seat vacant وی په هغې باندې، مخکښې به صوابدید سی ایم صاحب سره وو هغوئ به Ban relax کولو اؤ هلته به Adjustment کیدو۔ اوس هغه اختیار چې کوم دے نو هغه Concerned Minister ته تلې دے۔ نو جنرل ټرانسفرز چې کوم دے نو هغه په مارچ اؤ په جولائی کښېږی۔ باقی Adjustment چې کوم دے نو Through out هغه Open دے۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! معافی غواړم۔ منسټر صاحب خو خبرا وکړه چې په دے باندې به خیال ساتو اؤ داسے به نه کیږی خو زمونږ منسټر اطلاعات صاحب چې Openly وائی چې دا ایډجسټمنټ دے نو دا ایډجسټمنټ څه مطلب شو۔ ایډجسټ مطلب دے چې د چا سفارش وی د چا به آفسر وی د چا به ایم این اے یا ایم پی اے دوست وی، هغې به Relaxation کیږی۔ ایډجسټمنټ، دے وائی چې چرته ځائے خالی وی او مجبوری وی هلته نوے Appointment نه شی کیدے نو هغه سړے به هلته ایډجسټ شی۔ دا خو نه ده چې زهٔ يو ځائے پکښې کار کوم Hard areas کښېاو زهٔ Hard areas کښې پروت یم۔ او کوم خلق چې ستی کښې پراته دی او ښه ځایونو کښې پراته دی۔ هغه پراته وی او خپلو کښې به يو بل سره ایډجسټمنټ کوی چې ته اخوا لاړ شه او زهٔ به دیخوا لاړ شم۔ ایم پی اے او د ایم این اے سفارش به نه وی۔ That is not adjustment. Adjustment means when there a post is vacant, and then a person can be adjusted there. دے دا وائی چې، بیا چې ایډجسټمنټ اوپن دے نو بیا ولے پکښې Relaxation کیږی۔ چې Relax the ban and do that نو It means چې دا سفارش به بغیر د عدل او د انصاف نه کیږی۔ مونږ دا غواړو، چې دا حکومت خو دے د عدل او انصاف او بغیر سفارش طریقے سره غواړو چې میرټ باندې د

کار اوشی۔ چې دوئ دا سے کوی او بیا هغوئ جواب ورکړو مونږ مطمئن شو خو وزیر صاحب، نه پوهیږم چې دا د ایډجستمنټ خبره پکښې څنګه راغله۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سر۔

جناب سپیکر: شہزادہ محمد گستاسپ خان۔

قائد حزب اختلاف: سر! قاضی اسد صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے یہ ہم سب کا مسئلہ ہے اس لئے کہ اسی قسم کی ٹرانسفرز ہر ضلع میں ہوئی ہیں جس طرح کہ منسٹر صاحب نے بتایا ہم حکومت کی نیت پر شک نہیں کرتے۔ لیکن کچھ ایسے عناصر نیچے ہیں جو یہ کام ہر جگہ پر کروا رہے ہیں اب Ban relaxationکا بھی ایک طریقہ کار ہے محکمہ Recommend کرتا ہے۔Relaxation of banاور چیف منسٹر صاحب اس پر آرڈر دیتے ہیں کہ It is relaxed یہاں پر سر پی اے ٹو دی چیف منسٹر یا پی اے ٹو دی پی ایس او Ban relax کر رہا ہے شاید چیف منسٹر صاحب کے علم میں یہ نہ ہو۔ ہم یہ آپ کے اور ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ شاید انہیں اس کا پتہ بھی نہ ہو کیونکہ ان تک وہ فائل یا وہ Application جاتی نہیں۔ Ban relax ہوتا ہے نیچے، آپ دفاتر سے ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں۔ نہ ان پر ڈائریکٹر کے کچھ Comments ہیں۔ نہ اس پر ای ڈی او کے Comments ہیں۔ یہاں سے ایک چھٹی آتی ہے یا Application پہ لکھا چلا جاتا ہے پی ایس او یا پی اے ٹو پی ایس او کا کچھ لکھا ہوتا ہے، اس پر ٹرانسفرز ہوتی ہیں اور ایڈجسٹمنٹ ہوتی ہیں۔ اس کا سر نوٹس لیا جائے۔ ہم یہ نہیں کہتے جو حکومت کا کام ہے وہ کرے۔ بے شک ہمارے کہنے پر نہ کرے۔ لیکن ایک طریقہ کار کے مطابق، ایک ضابطے کے تحت کرے تاکہ لوگوں کیساتھ انصاف ہو۔

(تالیاں)

(اس مرحلہ پر معزز اراکین واک آؤٹ ختم کر کے ہاؤس میں تشریف لائے)

سر! اس بارے میں یہ جو میں نے Ban relaxation کی بات کی ہے تو میں چاہونگا کہ اس کی گورنمنٹ وضاحت کرے۔ اس پر کوئی بات ہو۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سینیئر وزیر): قاضی اسد صاحب واپس تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ جن معزز ممبران نے واک آؤٹ میں حصہ لیا تھا وہ بھی واپس تشریف لائے ہیں۔ سب سے پہلے تو میں ان کو دوبارہ ایوان میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پتہ نہیں، Clarification ضروری ہے۔ انہوں نے واک آوٹ میں حصہ لیا تھا یا ان کو منانے گئے تھے۔ یہ Clarification ضروری ہے کیونکہ۔۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب جمشید خان: واک آؤٹ میں حصہ لیا تھا۔

جناب سپیکر: اچھا، اچھا۔

سینیئر وزیر: بہر حال کچھ منانے گئے تھے اور کچھ۔

جناب بشیر احمد بلور: خیر خو دے ؟ ستا سو خپلو کبنې تعلق دا سے خراب خو نه دے۔

سینیئر وزیر: بہر حال میں دوبارہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ ایوان میں تشریف لائے ہیں، حکومت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ ٹرانسفرز اور پوسٹنگز رولز، قاعدے اور ضوابط کے مطابق ہوں۔ اور جہاں جہاں کوئی خلاف ورزی آپ کو نظر آئے بے شک آپ بغیر کسی جھجک کے کیونکہ آپ ممبر اسمبلی ہیں کچھ ٹرانسفرز تو ایسی ہیں کہ جو ناظمین اضلاع سے تعلق رکھتے ہیں اور قاضی اسد صاحب کے کہنے پر وہاں کے ضلعی ناظم نے خاصا سٹینڈ لیا بھی لیا ہے اور اس کے علاوہ وہ کنسرڈ وزیر سے بھی بات کر سکتے ہیں تو ایوان میں بات لانے سے پہلے کنسرڈ وزیر سے بات کر لیں۔ اگر اس کو پھر بھی یقین نہ ہو اور کہیں خلاف ورزی رولز کی ہوئی ہے اور انصاف یقینی نہیں ہے تو ہم سب ان کے ساتھ ہیں ان شاءاللہ اور پورا ایوان، جہاں بھی ظلم ہوتا ہے اس کے خلاف، ایوان اس کا ساتھ دے گا۔

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں سراج الحق صاحب کا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ یہ آسانی اپوزیشن کے لئے بھی ہوگی اور حکومت کے لئے بھی ہوگی کہ ایک پالیسی بنائی جائے۔ جس وقت آپ Ban relax کرتے ہیں اپنی مرضی سے، تو اس وجہ وہ اندھیرے میں جو پوزیشن ہوتی ہے وہ کبھی بھی Clear نہیں ہو سکتی۔ ہم لوگوں کو سمجھاتے ہیں جی کہ مارچ میں ضلع حکومت نے چونکہ آرڈرز کینسل کر

دیئے ہیں اب اگلے آرڈرز Next March میں کئے جائیں گے اور کمیٹی بن گئی تھی۔ کمیٹی کے فیصلوں کے بعد تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں دو تین سو آرڈرز آپ نے کر دیئے ہیں آخری اجلاس سے لیکر 25 اگست تک، وزیر کے پاس میں کوئی ایک بار تو نہیں گیا۔ کوئی دس دفعہ تو میں ان کے پاس گیا ہوں تو مجھے کہتے ہیں کہ جی یہ اختیار تو صرف وزیر اعلیٰ کا ہے۔ اور وزیر اعلیٰ کے پاس بھی نہیں تھا۔ وہ اختیار انہوں نے دے دیا تھا پی ایس او کو اور اے پی ایس او، اور پی ایس صاحب کو۔ اگر ان کے پاس یہ اختیار تھا تو مجھے بتائیں کہ وہ اساتذہ جن کو ہم کہہ رہے تھے کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ تو وہ دو چار دن بعد آکر کہتے تھے کہ یہ لو جی قاضی صاحب یہ ہم نے کرا دیا ہے۔ بہت بہت شکریہ، ہم نے آپ کو ووٹ دیئے تھے۔

<u>جناب سپیکر</u>: میرے خیال میں سراج الحق صاحب نے وضاحت کر دی۔ اس کے بعد آپ کی تسلی ہو گئی ہو گی۔ Next

<u>جناب وجیہہ الزمان خان</u>: پوائنٹ آف آرڈر سر! میں ایک چھوٹی سی وضاحت اسی سلسلے میں کرنا چاہتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر</u>: Next Item، یہ ہو گئی ہے۔ میرے خیال میں آپ آخر میں آئے ہیں۔ اس آئٹم پر ڈسکشن کے لئے دو دن ہیں۔ آپ اپنا نام دے دیں بس۔ بالکل آپ اس پر بیشک اپنا مؤقف پیش کر سکتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

شمال مغربی سرحد صوبہ سپورٹس فاؤنڈیشن آرڈیننس 2003 کا ایوان میں پیش کیا جانا

<u>Mr. Speaker</u>: Next Item. Item No.4. The honourable Minister for Sports and Culture N.W.F.P., to please lay on the table of the House the North West Frontier Province Sports Foundation Ordinance, 2003. The honourable Minister for Sports and Culture, N.W.F.P., please.

(Applause).

<u>Raja Faisal Zaman(Minister for Sports and Calture)</u>:

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

Mr. Speaker Sir! I beg to lay on the table of the House the North West Frontier Province, Sports Foundation Ordinance, 2003.

شکریہ۔

Mr. Speaker: The ordinance stands laid.

صوبائی اسمبلی کی مجلس قائمہ اور خصوصی کمیٹیوں کی پہلے سے منظور شدہ رپورٹس اور سفارشات پر عملدرآمد نہ کرنے پر بحث

Mr. Speaker: Next item. Discussion on non-implementation of reports, recommendations of standing/special committees already adopted by the Provincial Assembly.

نام تو بہت سے سپیکرز کے موصول ہو گئے ہیں۔ اچھا، انور کمال صاحب! آپ Opening کرنا چاہتے ہیں؟

جناب انور کمال خان: اگر آپ کی مرضی ہو تو میں ڈیبیٹ اوپن کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ جناب انور کمال خان صاحب۔

جناب انور کمال خان: شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: وقت کا خیال رکھیں۔

جناب انور کمال خان: میں تو ہمیشہ ٹائم سے پہلے تقریر ختم کر لیتا ہوں۔ (قہقہہ) جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے آج سٹینڈ نگ کمیٹیز کے حوالے سے مجھے موقع دیا۔ ہم نے جب یہ اجلاس ریکوزیشن کیا تھا تو جتنے بھی یہاں پر پارٹیز کے ممبران ہیں یا پارٹی پارلیمنٹری لیڈرز ہیں ہم نے بہت سوچ سمجھ کر آپ کے سامنے ایجنڈا پیش کیا تھا اور ہم محسوس کر رہے تھے کہ بعض ایسی چیزیں ہیں کہ ان میں ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر ان کی نشاندہی نہ کی جائے تو ہو سکتا ہے رفتہ رفتہ سٹینڈ نگ کمیٹیز کے حوالے سے ان کی افادیت ختم ہو جائے اور اس کی Basic وجہ یہی ہے کہ ہمیں ان چیزوں کا پریکٹیکل تجربہ ہے اور ہمیں اس چیز کا بھی علم ہے کہ سٹینڈ نگ کمیٹیز کے ذریعے، یہاں پر ہمارے جو بھائی بیٹھے ہوئے ہیں جو بھی Important issues اور مسائل جو عوام سے یا ہمارے حلقوں سے متعلقہ ہوتے ہیں یا تعلق رکھتے ہیں تو ہم ان کو کسی نہ کسی طریقے سے کال اٹنشن کے ذریعے، ایڈجرنمنٹ موشن کے ذریعے، Questions answers کے ذریعے ہم On the Floor of the House ان کو پیش کرتے ہیں اور پھر کوئی ایسا مسئلہ جسے چیئر ضروری سمجھے کہ وہ ایک Important مسئلہ ہے اور اس کا حل کسی نہ کسی صورت میں نکلنا چاہیئے تو اس صورت میں اس مسئلے کو ایک سٹینڈ نگ کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے سٹینڈ نگ کمیٹی کے حوالے

سے بعض ایسے مسائل بھی ہوتے ہیں جن میں آپ تمام ہاؤس سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا اس مسئلے کو سٹینڈ نگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور جب ہاؤس آپ کو "ہاں" میں جواب دیتا ہے تو اس کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ ہاؤس میں موجود جتنے بھی اراکین ہیں جن پارٹیوں سے بھی وہ تعلق رکھتے ہیں، جن نظریات سے بھی وہ تعلق رکھتے ہیں، جن حلقوں سے بھی وہ تعلق رکھتے ہیں، سب کی رضا اور منشاء اسی میں ہے کہ اس Public importance نوعیت کے مسئلے کو آپ ایک سٹینڈ نگ کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ تو وہ ہاؤس کی پراپرٹی بن جاتا ہے جس میں تمام ہاؤس کی آرا اور مرضی شامل ہوتی ہے۔ اب جناب والا! سٹینڈ نگ کمیٹی کے حوالے جو مسئلہ ہوتا ہے یا ان کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اس کو آپ یک لخت نظر انداز نہیں کر سکتے۔ آپ کو بخوبی اس چیز کا علم ہے کہ جب سٹینڈ نگ کمیٹیز کے حوالے سے میٹنگز ہوا کرتی ہیں تو ان میں حکومت اور اسمبلی کے کتنے اخراجات ہوتے ہیں؟ کتنے ٹی اے/ڈی اے اس میں Involve ہوتے ہیں اور ہر ایک ممبر کو کتنے پیسے ایک ایک میٹنگ کے ملا کرتے ہیں تو اس کے باوجود جبکہ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس وقت ہماری جتنی بھی سٹینڈ نگ کمیٹیاں مختلف ایشوز پر بنی ہیں، چاہے وہ آپ کے آئی بی پی کے حوالے سے بنی تھیں، چاہے وہ آپ کے لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے بنی تھیں چاہے وہ پوسٹنگز اور ٹرانسفرز کے حوالے سے بنی تھیں۔ یا وہ کسی عوامی مسئلے کے حوالے سے بنی تھیں۔ وہ تمام کی تمام سٹینڈ نگ کمیٹیز کی رپورٹس جو ہیں وہ Unanimous طریقے سے پاس ہوئی ہیں اور جب کمیٹیز کی رپورٹس پاس ہو جاتی ہیں تو ان پر تمام ممبران کے دستخط ہوتے ہیں تو اسی صورت میں وہ رپورٹس یا وہ Recommendations ہاؤس میں پیش کی جاتی ہیں اور جب وہ Recommendations ہاؤس میں پیش ہو جاتی ہیں اور آپ ہاؤس سے ان رپورٹس کے متعلق پوچھتے ہیں اور تمام ہاؤس آپ کو اس چیز کی اجازت دے دیتا ہے کہ آپ ان رپورٹس کو پاس کریں۔ تو جناب والا! پھر ان میں وہ کونسی کمی رہ جاتی ہے کہ حکومت ان پر عملدرآمد نہیں کرتی۔ اب آپ ان تمام ایشوز کو اپنے سامنے لیکر آئیں کہ حکومت کا اور ممبران اسمبلی کا کتنا پیسہ اس پر لگتا ہے، کتنا وقت اس پر خراب ہوتا ہے اور وہ Unanimous ہو کر آپ کے ہاؤس میں جس وقت پیش ہوتی ہیں تو حکومت آگے ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ تو اس سے لوگوں کے سامنے ہم کیا تاثر دینا چاہتے ہیں۔ آئے دن ٹی وی پر سیمینارز ہوتے ہیں، ہمارے یہی قائدین وہاں پر بیٹھے ہوتے ہیں اور ہم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ اسمبلیوں کے حوالے سے

پبلک نوعیت کے کوئی کام نہیں کر رہے۔ آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ سٹینڈنگ کمیٹیز کے حوالے سے ان کی کوئی افادیت نہیں ہے حالانکہ اس چیز کا ہمیں علم ہے کہ جو بھی مسائل ہم ہاؤس میں اٹھاتے ہیں کسی نہ کسی طریقے سے Directly یا Indirectly ان کا عوامی مسائل سے ہر حالت میں تعلق رہتا ہے لیکن اگر حکومت اس پر کوئی توجہ نہ دے تو پھر میرے خیال میں ان لوگوں کے جو شکوک ہیں یا ان لوگوں کے جو اعتراضات ہیں، آپ کے ممبران کے خلاف، آپ کی اسمبلی کی کارکردگی کے خلاف، تو میرے خیال میں ان کے شکوک پھر درست ثابت ہوں گے۔ آج آپ کی وساطت سے، ہمارے ہیلتھ منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نے آئی بی پی کے حوالے سے جو کمیٹی کی رپورٹ پیش کی تھی جو کہ ہاؤس میں پیش ہوئی، وہ Unanimously یہاں سے پاس ہوئی لیکن ہمیں افسوس ہے کہ اس پر ہاؤس میں ہمیں بولنے تک کی اجازت نہیں دی گئی تاکہ ہمارے ممبران کو یہ معلوم ہو سکے کہ آئی بی پی کے حوالے سے سٹینڈنگ کمیٹی نے اپنی کیا رپورٹ Submit کی ہے۔ آپ آج بھی دیکھیں کہ اس رپورٹ کو Submit ہوئے تقریباً کوئی دو تین ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ڈاکٹرز اپنی جگہ پریشانی میں مبتلا ہیں۔ عوام کو کسی قسم کا ریلیف نہیں مل رہا۔ ابھی بھی قانون کے لحاظ سے وہی پرانا آرڈیننس، آئی بی پی کے حوالے سے رائج ہے۔ ڈاکٹرز صاحبان اپنی پرائیویٹ پریکٹس کر رہے ہیں، نہ کوئی ان کو منع کرنے والا ہے اور نہ آئی بی پی کو ختم کرنے والا کوئی ہے۔ ایسے حالات Create ہو رہے ہیں کہ کسی کو یہ پتہ نہیں کہ اس وقت Independent based Practice ہے یا نہیں ہے؟ کیا اس وقت پرائیویٹ پریکٹس کی آزادی ہے یا نہیں ہے؟ جس وقت ہاؤس کی کمیٹی نے ایک Recommendation آپ کو دی تو اس میں حکومت کی آرا اور ان کے Views اور ان کی Suggestions بھی شامل ہیں۔ اور یہ اس وقت کی حکومت کا ایک دیرینہ مطالبہ تھا کہ کم از کم وہ Institutionalized based practice جن کی وجہ سے گزشتہ حکومت نے پرائیویٹ ڈاکٹروں کی پریکٹس پر پابندی لگائی اور ان کے یہ دعوے تھے کہ ڈبگری گارڈن میں جو کرپشن ہو رہی ہے اس کو ختم کرنے کے لئے ہم نے IBP رائج کیا ہے لیکن ہم نے یہ محسوس کیا کہ آپ نے ڈبگری کی کرپشن کو تو ختم کیا لیکن وہ کرپشن آپ اٹھا کر کے ہسپتالوں میں لے آئے۔ لوگوں کو آپ نے کیا ریلیف دیا ہے؟ وہی پیسہ، Consultancy fee جو لوگ وہاں ڈبگری گارڈن میں دیا کرتے تھے۔ وہی Consultancy fee ان

سے ہسپتالوں میں لی جارہی ہے لیکن ہم نے اس سسٹم کو ختم کیااور وہاں پہ کچھ Improvement کی لیکن آج تک کسی کو بھی یہ علم نہیں ہو سکا کہ آپ کی اسمبلی نے IBP کے حوالے سے کیا فیصلے کئے ہیں۔جناب والا! اسی سلسلے میں،آپ دیکھیں کہ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے ہمیں اس چیز کا احساس ہے کہ آج آپ کے پاس کوئی ایسا فورم موجود نہیں ہے۔میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں اور چیلنج کر سکتا ہوں کہ آپ کا بجٹ تو پاس ہو چکا ہے،آپ کی ADP تو پاس ہو چکی ہے لیکن آپ کے پاس کوئی ایسا Mechanism موجود نہیں ہے جس میں آپ اپنی ADP کے کام کروا سکیں۔آپ کے یہ کام لٹکے ہوئے ہوں گے۔یہ Delay ہوں گے۔اس سے پہلے جو D-DAC ایکٹ موجود تھا،ایک آرڈیننس کے تحت حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ Repeal ہو چکا ہے حالانکہ وہ Repeal نہیں ہوا۔ابھی تک D-DAC قائم ہے۔لیکن اگر D-DAC کے حوالے سے بات کرتے ہیں اور جس پہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اپنی ADP کے کام اپنے متعلقہ حلقوں میں ایک ممبر کی سربراہی میں اس کی چیئرمین شپ میں ایک کمیٹی بنائیں تاکہ وہ اپنے کام کر سکے۔تو انور کمال یا کوئی اور ممبر اپنی ذات کے حوالے سے بات نہیں کرتا۔اگر ہم بات کرتے ہیں تو تمام صوبائی ممبران کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔اگر ہم بات کرتے ہیں تعمیری پروگرام کی تو اس تمام صوبے کی تعمیر کے بارے میں سوچتے ہیں اور بات کرتے ہیں۔تو جس وقت ہم نے لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے D-DAC بقول منسٹر کے،وہ کہتے ہیں کہ وہ ختم ہو چکا ہے تو جناب اکرام اللہ شاہد صاحب جو کہ ڈپٹی سپیکر بھی ہیں کی سربراہی اور یہاں پہ ہمارے قائدین بیٹھے ہوئے ہیں،ہم نے سفارشات پیش کیں،اس پہ ٹائم ضائع کیا،اپنے ممبران کے لئے ایک Mechanism بنایا تاکہ آنے والے وقتوں میں آپ کی ADP آسان طریقے سے ایک mechanism کے Through،ایک فورم کے Through آپ اس کو پاس کروا سکیں۔جب تک آپ اس بل کو سامنے نہیں لائیں گے جب تک آپ کوئی ایسا فورم Provide نہیں کریں گے میں آج بھی Challenge کر سکتا ہوں کہ جو کام بھی آپ کریں گے وہ سراسر ایک Financial in discipline ہوگا اور آپ کے ممبران کے کام رکے رہیں گے۔ہم نے ممبران کی خاطر کہ یہ جو نئے ہمارے بھائی اور برخوردار آئے ہوئے ہیں ان کے لئے اگر ہم کوئی کام نہ کر سکیں تو،چیف منسٹر فرماتے ہیں کہ جی ہم ان کے لئے سٹینڈنگ کمیٹیز بنائیں گے۔سٹینڈنگ کمیٹیز کی کوئی آئینی حیثیت نہیں

ہے۔آپ کیسے ممبران اسمبلی کے کام کسی نوٹیفکیشن کے ذریعے کروا سکتے ہیں۔تو جناب والا! اس پہ بھی سٹینڈنگ کمیٹیز کی رپورٹس ہیں اور ہم نے آپ کی موجودگی میں،لاء منسٹر صاحب کی موجودگی میں،ان کے Promise اور Assurance پہ کہ ہم آپ کو اجازت دیں گے کہ یہ بل آپ پیش کریں۔اب وہ بل تو اپوزیشن کے حوالے سے پیش نہیں ہو رہا۔اس کا چیئرمین تو آپ کا ڈپٹی سپیکر ہے لیکن ہم جو بھی سوچتے ہیں تو اس میں کسی Individual کی سوچ کی بات نہیں ہوتی بلکہ تمام اسمبلی کی بات ہوتی ہے لیکن جناب والا! آج بھی اور کل بھی آپ کے دفتر میں یہ میٹنگ ہوئی تھی اور وہ ہم سے بار بار time game کر رہے ہیں۔آپ اس پہ ان کو تین مہینے کا ٹائم دے دیں،ہمیں کچھ فرق نہیں پڑتا لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے باقی جو ممبران ہیں،باقی جو ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں،باقی جو ہمارے برخوردار اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں ان کے تمام کام Suffer ہوں گے۔تو اس لئے براہ مہربانی جو بھی سٹینڈنگ کمیٹیز کے حوالے سے،یا تو آپ کہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹیز کی کوئی افادیت نہیں ہے اور ان کو کسی قسم کے ایشوز حوالے نہیں کئے جائیں گے اور اگر آپ ان کے حوالے کرتے ہیں تو پھر ان کمیٹیز کی جو رپورٹس اور Recommendations ہوتی ہیں ان کو آپ کو Accept کرنا پڑے گا اور وہ رپورٹس جو ہاؤس میں پیش ہوتی ہیں،124 ممبران اس کے حق میں آواز اٹھاتے ہیں،جیسے پورا صوبہ سرحد اس کے حق میں آواز اٹھاتا ہے،پھر اس صورت میں قطعاً ہم یہ برداشت نہیں کریں گے کہ حکومت اس پہ کوئی عمل درآمد نہ کر سکے۔اور اگر عمل درآمد نہ کر سکے تو جناب والا! جہاں پہ ہم Suffer ہو رہے ہیں تو ہم اس جرم کے مرتکب اپنے آپ کو قطعاً نہیں پائیں گے۔آئندہ کے لئے پھر ہم ایسی سٹینڈنگ کمیٹیز میں بیٹھنا بھی گوارا نہیں کریں گے۔جن سے ہم اپنے دوستوں کو،اپنے بھائیوں کو،اپنے عوام کو،اپنے حلقے کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔جناب والا! اس چیز کو آپ ایک Serious issue تصور کریں اور یہ تاثر ختم کریں۔باہر لوگ ہم پہ یہی اعتراضات کر رہے ہیں کہ یہ تو اسمبلیوں میں لڑنے جھگڑنے اور واک آؤٹ کرنے والے لوگ ہیں۔ان کا عوامی مسائل سے کوئی سروکار نہیں،ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔حالانکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا اسمبلی میں آنا بامقصد ہونا۔ہمیں لوگوں کے مسائل حل کرنے چاہئیں اور جب تک ہم ان مسائل کی نشاندہی اور اپنی سٹینڈنگ کمیٹیز کے حوالے سے ان کے لئے کوئی راستہ تلاش نہ کر لیں اس وقت تک آپ لوگوں کے مسائل کم از کم حل نہیں کر سکتے

ہیں۔ جناب والا! جیسا کہ آپ نے ابتداء میں فرمایا کہ ٹائم کا خیال رکھیں مجھے اس کا احساس ہے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔

Mr. Speaker: Thank you very much.

جناب عبدالاکبر خان صاحب!

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: ٹائم کا خیال رکھیں۔

جناب عبد الاکبر خان: جناب سپیکر! دیکھیں یہ آئٹم دو دن کے لئے ہے اور میں اس پر بولنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، کون منع کرتا ہے کہ آپ نہ بولیں۔

جناب عبدالاکبر خان: اچھا، تھینک یو جناب سپیکر! جناب سپیکر، میں مشکور ہوں کہ آپ نے آج ایک اہم ایشو پر بات کرنے کا موقع مجھے دیا۔ میں اس ایشو کا زاویوں کے ساتھ ساتھ قانونی اور آئینی جائزہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس ایجنڈے میں دیکھیں تو اس میں لکھا ہے کہ صوبائی اسمبلی کی مجلس قائمہ اور خصوصی کمیٹیوں کی پہلے سے منظور شدہ رپورٹس اور سفارشات پر عمل درآمد نہ کرنے پر بحث۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک State کا Institution، ایک organ اور State کا دوسرا Organ یا صوبے کا ایک دوسرا Organ اور Organ ایک سفارش کرتا ہے اور اس کا دوسرا organ اس سفارش کو نہیں مانتا۔ Basic مطلب اس کا یہ ہے کہ Executive اور Legislators کے درمیان جو دو Organs ہیں، انہی کے درمیان معاملہ ہے اور انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر! میں Plato ,Harps, Ruso اور ارسطُل Restate کی بات نہیں کرتا۔ پولیٹیکل سائنس کا ایک معمولی طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ Tracheotomy of power جس کو اقتدار کی تکون کہتے ہیں ان میں Executive، Legislators اور Judiciary، تین Angles ہیں اور تینوں Angles برابر ہیں۔ ان میں کوئی Angle بھی ایک دوسرے سے زیادہ نہیں ہے۔ ہر ایک 60 Angle کا Angle ہے لیکن پھر آپ دیکھیں کہ اس تکون میں اگرچہ Angles برابر ہیں لیکن mother angle یا legislators Founder-angle ہیں۔ کیونکہ Executive ہی کام کرے گی جو

legislators اس کو دیں گے ۔ Judiciary اسی قانون کی Interpretation کرے گی جو legislators اس کو دیں گے۔Executive از خود کچھ نہیں کر سکتی بغیر legislators کے، Judiciary خود کچھ نہیں کر سکتی جب تک کوئی قانون legislators نہ بنائیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کہتے ہیں کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں تو یہ legislators چونکہ لوگوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں تو آپ ان کو یہاں پر 124 ارکان نہ سمجھیں آپ اس ہاؤس کے اندر بیٹھے ہوئے 124 لوگوں کو ممبر نہ سمجھیں بلکہ یہ صوبہ سرحد کے ایک کروڑ ستتر لاکھ عوام ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ جو فیصلہ کریں گے تو Executive اسی کو مانے گی، یہ جو قانون بنائیں گے Judiciary اسی قانون کی Interpretation کرے گی۔اور اگر ان تین Angles میں کسی ایک organ نے بھی اپنے Angle کو زیادہ کرنے کی کوشش کی تو پھر وہ Triangle نہیں رہے گا جناب سپیکر۔ اگر کسی بھی organ نے 60 کی بجائے اپنے Angle کو 80 یا 90 بنانے کی کوشش کی تو پھر وہ Triangle نہیں رہ سکتا جناب سپیکر۔ اسی لئے جناب سپیکر! آپ اس کی کرسی پر بیٹھے ہیں یہی ایک کمال ہے جناب سپیکر۔ آپ کے Institution کا کمال ہے کہ آپ کا تو ڈپٹی سپیکر بنایا گیا ہے لیکن ڈپٹی چیف جسٹس نہیں ہے، ڈپٹی گورنر نہیں ہے، یہاں Acting governor ہے اور Acting Chief Justice ہے۔ لیکن یہ واحد Institution ہے کہ یہاں پر ڈپٹی سپیکر کا عہدہ پیدا کیا گیا ہے اور وہ اس لئے کہ یہ ایک منٹ کے لئے بھی یہ عہدہ خالی نہیں رہ سکتا۔ Acting کے لئے وہ خالی ہو سکتا ہے۔ آپ گئے ہیں تین چار دن کے بعد آپ نے Acting governor کا oath لیا ہے، کوئی فرق نہیں پڑا لیکن Legislators میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی یہ عہدہ حالی نہیں رہ سکتا اور اگر اسمبلی اپنی معیاد پوری بھی کرے گی تو دوسرے سپیکر کے الیکشن تک اس کی Continuity رہے گی۔ تو جناب سپیکر! میرا مقصد یہ تھا کہ یہ Mother organ ہے اور تینوں میں سے جو بھی organ ہٹنا چاہتا ہے اور جناب سپیکر ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج جو ملکی پولیٹیکل حالات ہیں وہ کیوں ہیں۔ اسی لئے ہیں کہ ایک organ نے اپنے orbit سے باہر جانے کی کوشش کی اور اس میں اس کا اپنا جو اختیار نہیں تھا وہ ایک دوسرے organ کو دینے کی کوشش کی۔ آج ملک میں جو سیاسی حالات آپ کو نظر آرہے ہیں اور جناب سپیکر! آپ Civilization کو دیکھیں، اب اس ملک کو بھی دیکھیں اور پرانی

Civilization کو بھی دیکھیں، ایگزیکٹو اور Judiciary dictatorship میں بھی ہوتی ہے لیکن اس کو Dictatorship کہتے ہیں۔ یہی وزراء ہوتے ہیں، یہی جھنڈے ہوتے ہیں، یہی دفاتر ہوتے ہیں، یہی ججز ہوتے ہیں، یہی کورٹس ہوتے ہیں لیکن اس کو Dictatorship کہا جاتا ہے۔ جب یہ ہاؤس معرض وجود میں آتا ہے جب الیکشن ہوتے ہیں تو اس کو جمہوریت کہا جاتا ہے۔ یعنی جمہوریت اس Organ کے بغیر نامکمل ہے۔ اس لئے جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ربڑ سٹمپ نہ بنانے دیں، خدا کے لیے۔ آپ اس Institution کو ربڑ سٹمپ کیوں بنانا چاہتے ہیں۔ اسے لوگوں نے منتخب کیا ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں آپ کو اس تھوڑے سے اگرچہ وہ زیادہ ہے لیکن میں نے سوچا کہ کچھ References آپ کو دے دوں یہ میرے پاس ہیں۔ The Committee in India یہ جسونت سنگھ، ایم پی اے ہیں لیکن ابھی تو وہ منسٹر بھی ہیں اور کافی پرانے Parliamentarian ہیں، وہ کہتے ہیں:۔

In a parliamentary polite, the legislators embodied the will of the people; it must, therefore, be able to oversee. The way in which public policy is carried out so as to ensure that it keep in time with the objective of Socio-economic progress, efficient administration and the inspiration of the people.

ہم Inspiration of the people کے As a whole ذمہ دار ہیں۔ This is in nutshell کمیٹی سسٹم کہتا ہے is the legislature surveillance of the administration.

Various procedural devices like the system of Committee, سر۔ Questions, Adjournment motions, Call attention notices, half an hour discussion , etc, through which the legislators become informed, constitute very pertinent instruments for effecting legislative surveillance over administration action. In this respect parliamentary committee have come to play a major role in modern parliamentary system, as a means of ensuring executive accountability and transparency in the administration. Janab جناب Speaker! the committee system serves as arms of legislators.

سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

<u>جناب سپیکر</u>: میں بالکل متوجہ ہوں۔

Mr. Abdul Akbar Khan : The committee system serves as arms of legislators or as an instrument in its hands to make its function more effective. A good committee system exist at the heart of the legislative process and accountability of the government reside there-in.

یہ گورنمنٹ کی Accountability کے لئے انتہائی ضروری ہے Legislators کی جانب سے جناب سپیکر۔ اب اس میں دیکھیں کہ انڈیا میں آپ نے تو یہاں پر منسٹرز کو Ex-officio ممبر بنایا ہے اور جناب سپیکر! ہم نے تو آپ کو اختیار دیا ہے اور آپ کا اختیار ہے کہ جس کو بنائیں لیکن وہ کہتے ہیں:۔

Ministers are not nominated as members of the committee and if a member after his nomination to a committee, is appointed a Minster, he ceased to the member of the Committee.

یعنی اگر ممبر کمیٹی کا ممبر بھی ہے لیکن جیسے ہی وہ منسٹر بن جاتا ہے The ceased to the a member of that committee. لیکن آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

This system facilitate the consideration of issues, consideration which is not possible for the House as a whole. It also results in saving the time of the legislators, which could be better utilized for discussion on major issues and matters of policies. The committee help the legislators to carry out their responsibility with efficiency and sweet, moreover, the committee atmosphere. اس کو دیکھیں Moreover, the committee atmosphere is more suited for in depth and not partisan examination of matter by member having special interest, accommodation of different points of views and compromises through give 8 take.

یہ یہاں نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف کمیٹی میں ہو سکتا ہے۔ آپ کے خیالات کو ہم کمیٹی میں زیادہ وقعت دی جا سکتی ہے یہاں پر تو ہاؤس میں یہ چیزیں نہیں کر سکتے ہیں Whole House.

Parliamentary government is in fact, government by the committee. Look into it sir, Parliamentary government is in fact government by the committee, which apart from serving as instrument of legislative control and surveillance over the executive action and enable members to have a glimpse of the working of various government agencies, departments and appreciate various problems and constrains faced by them as also the limitation subject to which they have no powers to exercise their authority.

جناب سپیکر! بہت زیادہ۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Importance of the committees.

جناب عبدالاکبر خان: میں یہ Establish کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Speaker: Role of the committees and importance of Committee in parliamentary system.

Mr. Abdul Akbar Khan: Committee basically examine issues in the text. Study the matter from various angles call evidence from the people, which cannot be done in the Assembly; Call evidence from the people; who are concerned with the issues and arrives at an independent and objective opinion, subsequently, a report is made and it is presented to the House. The committee performs a useful and objective study of a specific issue on behalf of the entire House and the process help saves a lot of time of the House.

Mr. Speaker: Comprehensive and judiciously.

جناب عبدالاکبر خان: بالکل سر، پھر جناب سپیکر! اس میں میرے پاس کافی چیزیں ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ کافی ہوگا۔

جناب عبدالاکبر خان: اب یہ ہے جی If the government is afraid of the public dissent and criticism from an independent committee, then the government is missing an opportunity to use the committee to assist the situation and to recommend the situation چلیں جی آپ کہتے ہیں بس تو آخر میں میں بول لیتا ہوں کہ Classy ware کیا ہے کہ There are six basic roles of Parliamentary Committee.

Mr. Speaker: Six basic roles.

Mr. Abdul Akbar Khan: to advice, to Inquire, to administer, to legislate, to negotiate, and scrutinize. Janab Speaker.

Mr. Speaker : Out of these six what is the best way for :

Mr. Abdul Akbar Khan : Janab Speaker! best way is, that you leave the committee, when the committee make a report and that report is represented to the House and you ask from the members, that those who are in favour of it may say ‘Yes’ and when the hundred percent votes are given to them and meaning by that unanimously it is passed. So

اس کا مطلب یہی ہو گا کہ گورنمنٹ بھی اس کے ساتھ ہے۔ دیکھیں نا سر۔ Unanimously کا لفظ جو استعمال ہوا ہے اس کا مقصد ہی یہی ہے کہ جو ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ سب اس کے ساتھ متفق ہیں، اتفاق کرتے ہیں اور سب میں گورنمنٹ بھی آ جاتی ہے، ایگزیکٹو بھی آ جاتی ہے۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ 'Yes' آج آپ رپورٹ کو Adaptation کے لئے Put کرتے ہیں تو کہتے ہیں 'Yes' اور پھر کل تو کہتے ہیں کہ 'No' یہ تو کل اپنی بات سے بھاگنے والی بات ہے۔ جناب سپیکر کہ جہاں آپ جب Put کرتے ہیں جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی رپورٹیں آئی ہیں وہ صرف ان کمیٹیوں کی آئی ہیں جن کو اس ہاؤس نے ریفر کیا ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی نے On its own suo moto

جناب سپیکر: سپیشل کمیٹیوں نے۔

جناب عبدالاکبر خان: تقریباً سو فیصد رپورٹیں وہی ہیں کہ جو آپ کے کہنے پر آپ نے اس ہاؤس میں Put کیں۔ کمیٹی کے پاس گئیں Scrutinize ہو کر واپس آئیں۔ اور اس ہاؤس نے Adopt کیں۔ جناب سپیکر! میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ زمانہ قدیم سے جنگ چلی آ رہی ہے کہ ایگزیکٹو پاور کو Snatch کرنا چاہتی ہے اور Legislators بیچارے اپنی پاور کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ تھوڑے تھوڑے پاورز ان سے Snatch ہوتے ہیں لیکن پھر بھی وہ کوشش کرتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ پاورز تو اپنے پاس رکھیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج ایم ایم اے کی پارٹی، سنٹر میں کس چیز کے لیے لڑ رہی ہے؟ Along with پی ایم ایل(ن) اور PPP(P) پارلیمنٹ کی بالادستی کے لئے لڑ رہی ہے نا۔ جناب سپیکر، Legislators کی بالادستی کے لئے لڑ رہی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک ادارے نے غلط طریقے سے دوسرے ادارے کو جو اختیار دیا ہے Constitution میں Amendment کا۔ یہ اس کے پاس نہیں ہونا چاہیئے، یہ اس ادارے کا اختیار ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس پارلیمنٹ کو مضبوط کرو، ہم پارلیمنٹ کے اختیارات واپس لینا چاہتے ہیں۔ ادھر تو آپ پارلیمنٹ کے اختیارات واپس لینا چاہتے ہیں، پارلیمنٹ کو۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: پلیز، پلیز، پلیز ہاؤس کے ڈیکورم کا خیال رکھیں۔ میرے خیال میں بہت Important discussion ہو رہی ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! ہم بھی اس جدوجہد میں شامل ہیں۔ ہم اس جدوجہد میں ادھر شامل ہیں یہاں آپ نے کل مجھ سے کہا تھا کہ آپ جیسے پارلیمنٹرین کو یہ بات نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ جناب سپیکر، سیاست میں حالات اور واقعات کے مطابق تبدیلی آتی ہے۔ کیا قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمن، مخدوم امین فہیم اور جاوید ہاشمی سے ڈیسک بجانے کی توقع کوئی کر سکتا ہے؟ لیکن حالات ہیں کہ وہ ڈیسک بجا رہے ہیں۔ مجبوری ہے کہ وہ ڈیسک بجا رہے ہیں۔ اس لئے ادھر بیٹھ کر ہماری بھی مجبوریاں ہیں جناب سپیکر۔ (تالیاں) ہماری بھی مجبوریاں ہیں جناب سپیکر! ہم سمجھتے ہیں کہ ایک چیز آپ مرکز میں مانگ رہے ہیں، ایک چیز کے لئے آپ ایجی ٹیشن کر رہے ہیں، By God کر رہے ہیں ایک چیز کے اصول کے لئے آپ نے کب سے، مطلب یہ ہے کہ کوئی کارروائی نیشنل اسمبلی کی نہیں ہو رہی، وہی چیز ہم آپ سے مانگ رہے ہیں جو آپ ادھر ادھر مرکز میں مانگ رہے ہیں۔ وہی چیز ہم آپ سے صوبے میں مانگ رہے ہیں کہ اس صوبائی اسمبلی کو اختیار دو۔ (تالیاں) اس صوبائی اسمبلی وہ اختیار دو، ہم صرف وہ چیز، ابھی انور کمال خان نے ذکر کیا، جناب سپیکر آپ مجھے بتائیں کہ DDAC ایکٹ کو کس نے Repeal کیا، کس نے Repeal نہیں کیا۔ آپ جب پراونشل فنانس کمیشن کے ذریعے 35% ڈسٹرکٹ کو فنڈز دیتے ہیں صوبائی کا، 65% جو آپ کے پاس رہ جاتا ہے تو اس کے لئے پھر آپ کے پاس کیا میکنزم ہے اس کے پیچھے Legal sanctity کہاں ہے؟ اگر مثال کے طور پر آپ نے ڈسٹرکٹ میں آٹھ سکولز کا کہا ہے کہ آٹھ سکولز بنیں گے Block allocation کی ہے تو ان کی Distribution کیسے ہو گی؟ ان کے پیچھے لیگل کیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ اگر آپ تعمیر سرحد پروگرام میں Discuss کریں تو۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: تعمیر سرحد پروگرام تو Individual MPA کے لئے پچاس پچاس لاکھ روپے۔

جناب سپیکر: نہیں، لیکن آپ رپورٹ پر آجائیں۔ وہ بعد میں۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: اچھا، چلیں۔ نہیں، لیکن۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں بہت Relevant۔

جناب عبدالاکبر خان: سر! وہ بھی رپورٹ ہے سر، وہ بھی رپورٹ ہے نا۔

جناب سپیکر: ہاں۔

جناب عبدالاکبر خان: اس لئے میں کہہ رہا تھا کہ ان رپورٹس پر ہم سے دستخط لئے گئے، ڈپٹی سپیکر صاحب نے ہم سے دستخط لئے تو ہمارا یہ خیال تھا کہ ادھر ابھی، چلیں آپ کہتے ہیں تو اس کو اس وقت چھوڑ دیتے ہیں اس لئے جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تک آ گیا کہ West Minister Parliamentary systemہے کہ آپ کمیٹی کی رپورٹ کو، آپ کا سیکرٹریٹ رپورٹ کے یہاں ہاؤس میں پیش ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے بھیPublishنہیں کر سکتا، اتناSecretاورConfidential documentاسے رکھا جاتا ہے جب وہ ہاؤس میں آتی ہے اور ہاؤس میں پیش ہوتی ہے اور ہم سمجھتے ہیں ٹھیک ہے اگر گورنمنٹ کو کوئی اعتراض ہے اگر گورنمنٹ کو اس کمیٹی کی رپورٹ پر کچھ Objectionsہیں یا کچھ Reservationsہیں تو وہ رپورٹ جب یہاں آتی ہے اور آپ نے تو ہر منسٹر کو Ex-Offices member بھی رکھا ہے توNaturallyاس کا مطلب یہی ہو گا کہ وہ اس کمیٹی میں حاضر ہو گا اور بیٹھے گا اور اس کمیٹی میں جوDecisionsہوں گے اس پراسیس میں وہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اگر ان کے ڈیپارٹمنٹ کو کچھ اعتراض ہے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ .This is difficult for department، یہ میرے لئے مشکل ہے آپ اس کو چینج کریں یا پھر جب رپورٹ بن بھی جاتی ہے پھر بھی وہ کمیٹی کو، اور ہے Procedureکہ آپ کمیٹی کو واپسFor considerationبھیج سکتے ہیں، آپ کمیٹی کو کہہ سکتے ہیں کہ جی اس پر گورنمنٹ کا یہ یہ اعتراض ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ وہاں بیٹھی ہوتی ہے لیکن پھر بھی انسان ہے غلطی ہو سکتی ہے اگر غلطی بھی ہو جائے تو آپ اس کو واپس کمیٹی کوRecommendکر لیں، لیکن آپ کرتے نہیں ہیں، ادھر ہاں کرتے ہیں اور پھر مانتے بھی نہیں ہیں تو ہم کدھر جائیں جناب سپیکر، میں ایک بات یہاں Honestly کہنا چاہتا ہوں جناب سپیکر، ہم تو کوشش کرتے ہیں کہ یہ ہاؤس Efficientطریقے سے چلے۔ ہماری جو روایات ہیں اس طریقے سے چلے، ہماری کوشش ہے کہ ہم بھائیوں کی طرح رہیں لیکن اگر آپ، ہمارے پاس تو کوئی اور راستہ نہیں ہے ہم تو اپوزیشن کی Back benchesہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تو فرنٹ بینچز ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں جی، اس کو بیک بینچز کہتے ہیں۔ اچھا جناب سپیکر، تو ہمارے پاس تو کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر اتنے روپے اور اتنے پیسے خرچ کرنے کے بعد کسی رپورٹ پر عمل درآمد نہیں ہوتا، اگر اتنا ٹائم Waste کرنا ہے، آپ کے سیکرٹریٹ کا ٹائم Waste ہوتا ہے، آپ خود یہاں پر جناب سپیکر، ہاؤس میں اس چیز کو لاتے ہیں، اگر نہیں ہوتا تو پھر ہم ان کمیٹیوں میں کیوں بیٹھے ہیں؟ ہم اپنے آپ کو عوام کا مذاق کیوں بنائیں۔ ادھر اخبار والے بار بار تو کہتے ہیں کہ کمیٹیوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ہر ایک چیز کمیٹی کو ریفر ہو جاتی ہے اور پھر ڈوب جاتی ہے اور ان کی بات صحیح بھی ہے۔ ہم تو اپنی طرف سے رپورٹس لاتے ہیں اور رپورٹس پیش کرتے ہیں رپورٹس پر عمل درآمد نہیں ہوتا اب جس طرح انہوں نے کہا کہ آئی پی پیز کی جو رپورٹ یہاں پر Adopt ہوئی ہے پھر بھی اس کو Repeal نہیں کیا جاتا۔ پھر اس آرڈیننس کو Repeated ordinance کیوں نہیں لایا جاتا؟ دو سسٹم ایک ساتھ کیسے چل رہے ہیں کہ ایک سسٹم آئی پی پی کا ہے تو کوئی کہتا ہے کہ نہیں، یہ تو مذاق بن گیا ہماری ان رپورٹوں کا۔ کیونکہ اخباروں میں آیا تھا کہ کمیٹی نے رپورٹ میں آئی پی پیز کو ختم کیا ہے جناب سپیکر، میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس طرح کے حالات رہے تو ہمارا ان کمیٹیوں میں بیٹھنا مشکل ہو جائے گا اور جب ہم اس پراسیس میں نہیں ہوں گے تو جناب سپیکر، پھر ہم بھی دوسرے راستے اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ تھینک یو جناب سپیکر۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جناب بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! ډیره مهربانی چې تاسو په دے اهم مسئلے باندې ماته هم حکم اوکړو چې زه خبرے اوکړم۔ سپیکر صاحب، زماروڼړو انورکمال صاحب پولیټیکل سائیډ او زما بل وړور لیګل سائیډ او د اهمیت د اسمبلو په باره کښې تفصیلاً خبرے اوکړلے۔ زه به ستاسو زیات وخت نه اخلم خو دومره به عرض کوم چې د پارلیمنټ او د صوبائی اسمبلی کمیټی هغه شان کمیټی نه وی څنګه چې حکومت یو کار کول نه غواړی هغه کمیټو ته سپرد کړی او هغه کمیټی چې دی، هغه سردخانے ته هغه فائل چې دے هغه لاړشی۔ د پارلیمنټ او د صوبائی اسمبلی کمیټی اهمیت دا دے چې کوم ډیر Important مسئله وی چې په هغې کښې مونږ دلته بحث اوکړو وزیر صاحب یو

جواب ورکړی، اپوزیشن یا حکومتی پارټی هغې باندې عمل نه کوی او هغه پوهیږی چې دا Satisfiedنه یم نو هغه شے تاسو کمیټیو ته واستوئی۔ خو د کمیټی اصل روح چې دے هغه دا دے چې هغه That is called semi Assembly، دا اسمبلی کمیټی چې ده هغې ته Semi Assemblyوائی په دے وجے باندې ورته وائی چې هغې سره د اسمبلئ پوره اختیارات وی او هلته Discussionکیږی او د Discussionنه پس یوه فیصله کیږی هغه فیصله، د حکومت وزیر هم پکښې موجود وی نو هغه فیصله تقریباً اخلاقاً طور باندې، سیاسی طور باندې هغه په حکومت باندې Bindingوی۔ سپیکر صاحب، تاسو په دے سوچ اوکړی چې اوسه پورے تاسو درے کروړه روپے په دے اسمبلی او په دے کمیټیو باندې تاسو اولګولے په یوه کمیټی باندې زه تاسو ته خواست کوم چې په دے Next sessionکښې، زه به دا کوئسچن تاسو ته ورکړم چې تاسو اوښائی چې یوه کمیټی باندې کومه چې آئی بی پیز والا وه یا دا بلدیاتو والا یا هره یوه کمیټی باندې څومره اخراجات د قام او د غریب عوامو پیسه پرے خرچ کیږی اوسه پورے تاسو Legislationاوګورئی زمونږه د صوبائی اسمبلئ نهه بلونه مونږه پاس کړی دی په نهه بلونو کښې بغیرد شریعت بل نه دا سے یوه خبره هم نه ده، مونږه څه پاس کړه چې جی دا سرحد، دا شیډو چې دے د دے چیف ایګزیکټیو چې دے ګورنر چې وو اوس اوس دے وزیراعلیٰ شی۔ مونږه به Comma's and inverted commaباندې لګیا یو مونږه دا پاس کړو چې 120، 100او 125باندې، نو مونږه داسے چرته څه عام Legislationنه دے کړې۔او د Legislationکار چې دے----

وزیر قانون: زه سرا! میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے کہتا ہوں کہ Amendmentجو بھی ہو جائے، جس Legislationمیں بھی ہو جائے خواہ وہ Commaہو Inverted commaہو Full stopہو تو اس کو Legislationہی کہتے ہیں۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! ما خو مخکښې عرض اوکړو، نه پوهیږم چې وزیر صاحب زما په خبره پوهه نه شو ما اووئیل چې مونږه نهه بلونه پاس کړی دی نو That is called bill passed that is legislation but that is comma and

not the legislation that د عوامو د پاره مونږه داسے کومه خبره پاس کړې ده اوسه پورے داسے یو بل، چې هغه د عوام د ښیګړے ، هغه د کمیټئ یو رپورټ، د هغې کمیټئ د Discussion نه پس یو فیصله کیږی هغه مونږه یو داسے بل نه دے پاس کړې چې هغه د عوامو او د غریبانانو په حق کښې یوه خبره، مونږه څه پاس کړه؟ سس مو زیات کړو، تمباکو Cess مو زیات کړو په عوامو باندې مو یو ټیکس نور هم اولګولو نو زما مقصد دادے چې ما خو مخکښې عرض چې نهه بلونه مونږه پاس کړی دی خو په هغه بلونو کښې مونږه د عوامو یوه مسئله هم نه ده حل کړې۔ سپیکر صاحب! زمونږه دا سمبلی چې ده ټوله دنیا وائی چې په سندھ کښې داسے حالات دی چې اسمبلی نه چلیږی په پنجاب کښې داسے حالات دی چې اسمبلی نه چلیږی مرکزی اسمبلی نه چلیږی او دا صوبه پختونخوا یا صوبه سرحد اسمبلی ولے چلیږی؟ تاسو په دے لږ سوچ اوکړئی دا په دے وجه چلیږی چې د حکومت او زمونږ یو روایات هم دی او د حکومت او د اوپوزیشن یو طریقه کار دے چې په هغې باندې مونږه روان یو اوسه پورے چې څنګه سحر تاسو اولیدل دا قاضی صاحب چې کومه خبره اوکړله اوسه پورے دا کیده چې حکومت به د اوپوزیشن خلق د اپوزیشن خلق نه ګنړل د هغوی هر یو فریاد د هغوی هر یو Complaint په هغې باندې به عمل کیدلو۔ اوس داسے حالات دی چې د کمیټو فیصلے چې دی هغه حکومت نه منی۔ تاسو خالی په دے سوچ اوکړئی چې دا آئی بی پی Institutional Based Practice چې دے په دے باندې مونږه تقریباً درے میاشتے دلته کار اوکړو۔ هره ورځ میټنګ او د میټنګ نه پس هغه Adopt هم شو د هغه Ordinance باوجود ، د دے نه هغه Ordinance ختم دے خلق اوپن کار هم کوی خو حکومت هغه بل نه راوړی۔ مونږه بل پاس، ما څومره ځله بل تاسو ته واستولو هغه بل بیا واپس شو، بیا په هغې کښېڅه Objections اوشول بیا مونږه اووئیل چې زه په Co-ordination باندې به هغه بل پاس کړو زمونږ دا خیال وو چې حکومت او مونږه به کښېنو یو داسے بل به جوړکړو چې هغه Unanimously مونږه هغه بل پاس کړو خو هغه بل مونږ ته رانغلو۔ سپیکر صاحب! دا د اسمبلئ چې کومے کمیټئ دی د دوی رشتیا خبره دا ده چې ډیر زیات افادیت دے خو زمونږ حکومت،نه پوهیږم چې زمونږه

حکومت چې د ے په د ے باندې ولے داسے Implementationنه کوی۔ دا مونږ د DDACخبره کوله DDACچې د ے هغه د آرټیکل 6-لاندے فیډرل گورنمنټ چې کوم د ے دا بنیادی بلدیاتو الیکشن گورنمنټ کړې د ے هغه د هغې آرټیکل-6 لاندے هغه ختم د ے مونږه ئے منو۔ هغه Constitutionalپه هغې کښېProcedureد ے۔

Mr. Speaker: Schedule -VI, Schedule-VI.

جناب بشیر احمد بلور: په شیډول کښې، نو مونږه هغه منو خو دا ده چې په هغې کښېیوBlock allocationدوی اوکړی حکومت په ADPکښې، چې یره په یو ضلع کښېبه لس سکولونه جوړیږی۔ نو هغه لس سکولونه به څوک جوړوی هغه چرته Institutionداسے شته چرته داسے اداره شته چې هلته خلق کښنی او دا فیصله اوکړی چې دا به څوک کوی۔ نو زمونږ هلته دا حق چې کوم د ے۔

کښې۔ چې۔ باندې۔هغې، مخکښېې

جناب بشیر احمد بلور: ډپټی سپیکر صاحب بیگاه هم دا خبره کوله چې زمونږه هره اسمبلی ئے Adopt کړی هغه مونږه باندې Bindingد ے مونږه به په هغې باندې عمل کوؤ Unanimouslyمونږه قرارداد پاس کړو چې اسلامی نظریاتی کونسل دا لیکلی دی چې ستاسو په پرائیویټ کور باندې به ټیکس نه وی۔ پرائیویټ کار باندې ټیکس نه وی، اسلحه باندې ټیکس نه وی Unanimouslyزمونږه د ے اسمبلی پاس کړو۔ څنگه چې زما د ے ورور خبره اوکړه چې دا ټول د صوبے ذمه وار خلق دی د ایک کروړ اسی لاکھ کسانو نمائندگان دی دوئی پاس کړو او حکومت پاس کړوUnanimouslyاو حکومت Bindingهم د ے خو تر اوسه پورے په هغې باندې عمل نشته د ے نو زما د وینا مطلب دا د ے، تاسو ته دا خواست کوؤ چې دا اسمبلئ چې ده دا په د ے وجه باندې ټهیک روانه ده چې حکومت گڼړئی چې دا اپوزیشن هم د خبره کولو حق لری دد ے چې هم کوم مسائل دی هغه د هم حل کړې شی خو که دوئی داسے حالات پیدا کړی چې یو Unanimouslyقرارداد هم نه منی، زمونږه د سب کمیټیو او ستاسو د سټینډنگ کمیټیو هم هغه Findingsدی هغه هم دوئی نه منی نو هغې نه پس هغه شان حالات چې کوم په سندھ کښېې دی، مونږه نه غواړو چې هغه شان حالات پیدا شی کوم

چې پنجاب کښې دی، دغه شان څنګه فیډرل پارلیمنټ کښې دی۔ مونږه غواړو، تاسو اوګورې ستاسو Seventy days پوره شو ستاسو د دے هر څه باوجود مونږه لګیا یو دا اسمبلئی چلوؤ د Co-operation سره او مونږه د خلقو تکالیف او کوم پرابلم دی هغه دلته راؤړو او کوشش کوؤ چې زمونږه دا پرابلمز د حل کړې شی او دا مونږه اوسه پورے حکومت سره څنګه چې تاسو اولیدل Ban relax او Ban relax باندې چې حکومت د خپلے پارټئی د خلقو کارونه کوی او زمونږه ایم این ایز، ایم پی ایز چې دی د هغه عاجزانو کارونه چې نه کیږی نو بیا ری ایکشن به څه کیږی، ری ایکشن به هم هغه وی چې څنګه په نورو اسمبلو کښې کیږی نو مونږه دا نه غواړو زمونږه روایت دے، زمونږه یوه طریقه ده او زمونږه دے رونړو ته ښه علم دے چې مونږه هم حکومتونو کښې پاتی شوې یو۔ سپیکر صاحب، د خدائے په فضل سره داسے یو کار هم نه دے شوے چې زمونږه د اپوزیشن سره اختلاف راغلے وی۔ دا زمونږه دے ورور چې څنګه اووئیل چې دا د پښتو یوه جرګه ده، جرګه کښې خلق د یو بل ډیر احترام کوی د یو بل د حقوقو ډیر خیال ساتی هم دغه شان حکومت له پکار دی چې هم دغه شان اوکړی څنګه دا اوسه پورے اوچلیدو۔ دا Ban relax چې کوی نو بیا د د ټولو د پاره اوکړی یا خو د Ban اولګوی بیا د هغه نه Relax کوی۔ بل عرض زما دا دے سپیکر صاحب، چې زمونږه عموماً حکومت کښې دا فیصله اوشی چې Hard areas زه د سی اینډ ډبلیو منسټر وومه چې کوم وخت ما Take over کوؤ نو ما تپوس اوکړو چې ښه ښه پوسټونو باندې څومره څومره خلق څومره څومره موده اوشوه پاتی دی او په دفتر کښې څومره کسان دی تاسو به دا Believe نه کوئی چې ما په یو Stroke باندې 92 ټرانسفرز کړ وو، ایس ډی اوز۔ هغه په دے وجه چې څوک به د پارټۍ سړے وو د چا سره به ئے لنک وو، هغه به په ښه ځایونو کښې ناست وو۔ کوم چې به غریب عاجز سړے وو هغه به په دفتر کښې ناست وو نو زه دا خواست کوم چې تاسو هم خپل Policy matter جوړ کړئ چې یره یو حق دے نو هغه ټولو ته ورکول پکار دے مونږه خو په عام خلق یو، مونږه خو په سیاست کښې راغلی یو تاسو خو د خدائے او د رسولﷺ په نوم راغلی یئی نو پکار ده چې په هره خبره کښې انصاف اوکړئی، نو زما به دا خواست وی د اسمبلئی به څنګه چلیږی، دا به

هله چلیږی چې زمونږه کوم رپورټونه راځی چې په هغې باندې عمل اوشی، هله به چلیږی چې زمونږه کوم Unanimous قرارداد ونه دی چې کوم باندې حکومت Binding دے، هغه د حکومت اومنی۔ ولے چې څنګه عبد الاکبر خان هم خبره اوکړه چې دا اسمبلی چې ده دا سپر هم ده، د ایګزیکټیو نه هم او د جوډیشری نه هم۔ مونږه به قانون جوړه وو نو جوډیشری به ئے Explain کوی۔ مونږه به قانون جوړه وو او دا دوئی په ذمه حق دے چې دوئی به په هغې باندې به عمل درآمد کوی۔ د آئین دے نو دے کښې دا مونږ غواړو چې د اسمبلی هغه ډیکورم چې دے هغه د هغه شان بحال شی دا زمونږه چې کوم رپورټونه دی په دے د عمل اوکړې شی۔ ډیره مهربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مشتاق احمد غنی صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ۔ شکریہ جناب سپیکر، کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا۔ کل کے ایک اخبار میں ایک خبر چھپی تھی کہ سرحد اسمبلی پر تین کروڑ روپے خرچ ہو گئے ہیں اور حکومت اور اپوزیشن دونوں اپنے فرائض ادا کرنے میں اسمبلی میں ناکام رہے ہیں۔ یہ خبر کیوں اخبار کی زینت بنی۔ جناب والا! یہ بڑی ہی ایک افسوسناک بحث ہم کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس بحث کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے تھی کہ اسمبلی کمیٹیوں کی تشکیل کرتی ہے اور انہی کمیٹیز کی رپورٹس کو آگے Adopt نہیں کیا جاتا ان کے اوپر عمل نہیں کیا جاتا اور پھر اس اسمبلی کی واقعی افادیت ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ پھر لوگ ہم سے یہ پوچھنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ اس آنریبل ہاؤس کے اوپر اتنے بڑے اخراجات ہو رہے ہیں تو اس کا عوام کو کیا ریلیف مل رہا ہے، کیا کسی جگہ پر انصاف ہوتا نظر آرہا ہے؟ کیا اوروں کو ہم مضبوط کر رہے ہیں؟ جیسے یہاں عبدالاکبر خان صاحب نے اور دوسرے بھائیوں نے بات کی کہ جتنی بھی کمیٹیوں میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نے کمیٹیوں میں بیٹھ کر کبھی یہ تصور بھی نہیں کیا کہ ہم اپوزیشن کے لوگ ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اپنی گورنمنٹ کے لئے کام کر رہے ہیں اور ہم نے پوری دیانت داری کے ساتھ ایک ایک چیز کا جائزہ لیتے ہوئے لاء ڈیپارٹمنٹ کو بیچ میں Involved کرتے ہوئے Concerned Ministry کو، سیکریٹریز کو ان کے مشوروں سے اور جتنی رپورٹس آج تک آئی ہیں کمیٹیز کی وہ Unanimously آئی ہیں خواہ وہ آئی بی پی کی ہوں، خواہ وہ بلدیات کی ہوں، خواہ ٹرانسفرز پوسٹنگز کی ہوں، جن میں کم از کم میں بیٹھتا

ہوں میری معلومات کے مطابق ان میں کہیں بھی، تو جب ایک رپورٹ Unanimously آتی ہے سر! تو اس کا مطلب یہ ہے کہ Concerned Ministry، جو کہ Ex-officio Member بھی ہیں، ان کا بھی ووٹ اس رپورٹ میں آگیا ہے، اور اس کے باوجود پھر اس کمیٹی کی رپورٹ پر Adopt کرنے کے باوجود بھی، اس پر عمل نہ کیا جائے تو پھر تو لوگ ضرور انگشت نمائی کریں گے۔ لوگوں کو پھر یہ بات کرنے کا پورا حق ہے کہ ہمارے عوامی نمائندے اسمبلیوں میں بیٹھ کر صرف مراعات ہی حاصل کر رہے ہیں یا ہمارے لئے کوئی Fight کر رہے ہیں یا ہمیں کوئی ریلیف دینے کی بات کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہاں پر اس فلور کے اوپر جتنے بھی آنریبل وزراء نے Assurance دی ہیں ایک بھی Assurance پر آج تک عمل نہیں ہو سکا۔ اسی فلور کے اوپر حکومتی بنچوں کی طرف سے ریزولیوشنز آئے اور ہم نے ان کو پاس کیا ان کے ساتھ مل کر، میں شریعت بل کی بات کرتا ہوں، آج تک اس کے اوپر عمل نہیں ہو سکا۔ جناب والا! یہ صورتحال بڑی سنگین ہے اور جیسے انہوں نے فرمایا کہ .Assembly is the mother organ، تو اسمبلی کی بات کو اگر ایگزیکٹیو نہیں مانتے تو پھر اس صوبے کا کیا ہوگا۔ اور وہ لوگ جو کہ مرکز میں اس ایشو کے اوپر لڑائی کر رہے ہیں، مرکز میں آج یہی لڑائی ہو رہی ہے، اور یہی حکومت کے لوگ وہاں پر یہ بات کر رہے ہیں کہ جی ایل ایف او کی وجہ سے اسمبلی کے اختیارات سلب ہو گئے ہیں تو وہاں اگر اسمبلی کے اختیارات ایل ایف او کی وجہ سے ختم ہو گئے ہیں اور یہاں آپ کہتے ہیں کہ یہاں تو ایل ایف او نہیں ہے۔۔۔۔۔

(مداخلت)

<u>قاری محمد عبداللہ:</u> جناب سپیکر! یہ کیا سمجھ رہے ہیں کہ وہاں کے حالات کس وجہ سے خراب رہے ہیں۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب سپیکر:</u> میرے خیال میں آپ Interruption نہ کریں۔

<u>جناب مشتاق احمد غنی:</u> آپ خود اس اسمبلی کو ربڑ سٹیمپ بنا کر رکھتے ہیں۔ (مداخلت) آپ کی یہ سوچ ہے آپ یہ سمجھتے ہیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> میرے خیال میں، ظفر اعظم صاحب آپ بیٹھ جائیں۔

جناب مشتاق احمد غنی: اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ربڑ سٹیمپ نہیں ہے، ایک منٹ کے لئے آپ کی بات مان لیتے ہیں اور یہاں جب آپ خود کہتے ہیں کہ جی یہ اسمبلی ایل ایف او کے تحت نہیں ہے تو اگر بقول آپ کے یہ ایل ایف او کے تحت نہیں ہے تو پھر جو اختیار آپ وہاں مانگ رہے ہیں، یہاں ہم سے چھین رہے ہیں، یہ کونسا انصاف ہے؟ (تالیاں) جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اسمبلی کا وقت ہمیں ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیں عوام نے منتخب کیا ہے اور اگر ہم یہاں فلور پر عوام کو ریلیف نہیں دے سکتے ان کے حقوق کے لئے جدوجہد نہیں کر سکتے، اسمبلی کی قرار دادوں کو ردی کی ٹوکریوں میں اگر پھینکا جاتا ہے اور ایک کمیٹی کے اندر، میں نام نہیں لیتا اپنے اس ساتھی کا جو ایم ایم اے کا ساتھی تھا، اس نے اس کمیٹی میں بیٹھ کر کہا کہ Concerned Ministry نے کہا ہے کہ ہماری کمیٹیوں کے فیصلوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہم مانیں یا نہ مانیں۔ جناب یہ جب صورتحال ہو تو آپ پھر بتائیں ہمیں جناب وقت آنے پر میں آپ کے سامنے ہوں اور اکیلے مجھے نہیں کہا ہم سب کے سامنے کہا تو بات یہ ہے جناب کہ جب تک ان کمیٹیز کی سفارشات کے اوپر عمل نہیں کیا جاتا ہمیں تو دکھ ہے کہ ہمارے آنریبل ڈپٹی سپیکر صاحب جو اس کمیٹی کے چیئر مین ہیں ان کی سفارشات پر عمل نہیں کیا جاتا۔ انور کمال صاحب نے بڑی عرق ریزی کی، Transfer/posting کمیٹی میں ایک ایک کیس کو سر! ہم نے لیا اور Concerned Department سے ہائر ایجوکیشن سے بات کرنے کے باوجود آج ہیلتھ والے بات نہیں مان رہے تو جناب یہ کہاں کا انصاف ہے اور پھر یہی گزارش میں کروں گا کہ جب ان کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل نہیں ہو سکتا، تو ان کے قائم رہنے کا بھی کوئی جواز نہیں بنتا۔ اس لئے میری آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے آپ اپنے اختیارات کو ایک حد تک رکھنے کی کوشش کریں اور اسمبلی کو آپ Overrule کرنے کی کوشش نہ کریں۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ مرید کاظم صاحب۔

سید مرید کاظم شاہ: شکریہ جناب سپیکر! ایک بہت اہم مسئلے پر آپ نے مجھے بحث کرنے کی اجازت دی۔ جناب والا! میرے تمام بھائیوں نے اس معاملے پر سیر حاصل بحث کی ہے لیکن مجھے افسوس یہ ہو رہا ہے کہ ایک ایسے فلور پر ہم ایسی بات کر رہے ہیں جو کہ پورے عوام کا ایک فلور ہے اور یہ کمیٹیاں جو بنائی جاتی ہیں ان میں جو معاملات طے ہوتے ہیں، وہ صرف اپوزیشن کے نہیں ہوتے گورنمنٹ کی طرف سے بھی یہ چیزیں

آتی ہیں، نشاندہی ہوتی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہر کمیٹی جو آپ بناتے ہیں اس میں دونوں فریقین جمع ہوتے ہیں لیکن اس کمیٹی کو صرف ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو صرف آپ دیکھ سکتے ہیں نشستاً اور برخاستاً کیلئے یہ بنائی ہے اس پر کوئی عمل نہیں ہوتا۔ جناب والا! میں صرف آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تین سپیشل کمیٹیاں ایجوکیشن، آئی بی پی اور لوکل گورنمنٹ کی کمیٹیاں جو کہ سپیشل بنی ہیں صرف آپ ان کا خرچہ دیکھ لیں کہ حکومت کا ان پر کتنا خرچہ ہوا ہے اور اس میں گورنمنٹ کے آدمیوں نے بھی ہمیں بریف کیا، منسٹرز صاحبان بھی بیٹھے ہوتے ہیں، فیصلے کرتے ہیں مگر ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ فیصلے ہو جاتے ہیں کمیٹی کی رپورٹ آجاتی ہے، Adopt ہو جاتی ہے، اسمبلی اس کو پاس کر لیتی ہے متفقہ طور پر، لیکن آج تک حکومت اس پر کوئی عمل درآمد نہیں کر سکی۔ جناب والا! اگر یہی حکومت کی باتیں اور یہی حکومت کا رویہ رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کمیٹیوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے ان کمیٹیوں پر پیسے خرچ نہ کئے جائیں اور صرف اور صرف وہی کام کرے جو حکومت چاہتی ہے، حکومت یہ چاہتی ہے، ہمارے یہاں ایک مثال بن چکی ہے کہ صرف کمیٹیوں کو کیس Refer کئے جاتے ہیں۔ اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی، یا تو مہربانی کر کے سپیکر صاحب۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> آرڈر پلیز۔

<u>سید مرید کاظم شاہ:</u> یا تو کمیٹیوں کا سسٹم ختم کر دیا جائے، آئی بی پی کمیٹی پر کتنا گورنمنٹ کا خرچ ہوا، تمام ایکسپرٹس بلائے گئے ہر طرح کے لوگوں سے اس پر ڈسکشن ہوئی، منسٹر صاحب بھی اس میں بیٹھے تھے، سیکرٹری صاحب بیٹھے تھے، ہمارا اتنا خرچ ہوا لیکن آج تک، اسمبلی سے پاس ہونے کے بعد، حکومت نے اس پر کوئی عمل درآمد نہیں کیا۔ ابھی ہماری Transfers/ postings کی کمیٹی کی رپورٹ جو کہ Adopt ہوئی اس پر باتیں بھی ہو گئیں، اب حکومت کہتی ہے کہ جی ہمارے اس پر اعتراضات ہیں کیا وجہ ہے؟ کیا اس وقت حکومت سوئی ہوئی تھی؟ کیا اس کے ممبرز اس میں موجود نہیں تھے؟ انہی کے ممبرز متفقہ طور پر یہ رپورٹس لائے ہیں۔ پھر اسمبلی میں اس کو پیش کیا گیا ہے اسمبلی نے منظور کیا ہے۔ جناب والا جب آپ اپنی اسمبلی کی بات نہیں مانتے، میں اس کی ایک مثال دوں گا۔ ہم چیختے ہیں کہ کالا باغ ڈیم پر ہماری تین قرار دادیں گئی ہیں، جناب! ہم 60% مانگ رہے ہیں وہ 32% دیتے ہیں اس پر ہماری قرار داد تھی اگر ہمیں مرکزی گورنمنٹ یہ کہتی ہے کہ آپ اپنی قرار دادوں کا، اسمبلی میں جو چیزیں آپکے پاس ہوتی ہیں ان کا کیا حشر ہے،

آپ ہم سے کیوں مانگتے ہیں۔ (تالیاں) ہمارے ایکسائز پر قرارداد آئی متفقہ طور پر پاس ہوئی، آج تک اس کا پتہ نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ اس میں پرابلم ہیں اگر پرابلم تھے تو آپ نے کیوں منظور کئے آپ نے کیوں یہ کہا تھا کہ جی ہم اسلامی نظریاتی کونسل کا ہر حکم مانیں گے یا آپ کہیں کہ ہمارے علما نے یہ غلط فیصلہ کیا تھا، یہ اسلام کے خلاف تھا۔ اگر یہ اسلام کے خلاف نہیں ہے، اگر آپ اس کے پابند ہیں اور آپ نے پورا الیکشن اسی پر لڑا ہے کہ ہم شریعت لائیں گے اور اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلوں کے مطابق قانون نافذ کریں گے تو میں ارباب حکومت سے پوچھتا ہوں کہ آج تک جو قرارداد ایم ایم اے کی طرف سے آئی، ہماری طرف سے نہیں تھی، ایم ایم اے کی طرف سے آئی تھی اور ہم نے اسلام کو آگے رکھتے ہوئے کیونکہ ہم Basically تمام مسلمان ہیں اور اسلام کو لانا چاہتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں اسلامی نظام ہو، لیکن پہلی قرارداد جو متفقہ پاس ہوئی آپ اس پر عمل درآمد نہیں کرتے تو شریعت بل پر کیسے کریں گے۔ (تالیاں) آپ یہ چاہتے ہیں، آپ جہاں بھی جاتے ہیں آپ یہی کہتے ہیں کہ جناب ہم نے شریعت بل متفقہ طور پر پاس کر دیا ہے یا متفقہ پاس ہو گیا جو اس حکومت کا ایک کریڈٹ ہے۔ میں بتاتا ہوں اس شریعت بل پر کیا عمل ہوا۔ تین کمیشن بنانے تھے، انہوں نے اقرار کیا تھا آج تک ہمیں پتہ نہیں ہے کہ کوئی کمیشن بنا بھی ہے یا نہیں بنا۔ جب آپ کمیشن ہی نہیں بناتے، نام کا اگر بنانا تھا تو پھر نواز شریف کا 1991ء والا جو آئین پاس تھا وہ ایک صحیح آئین تھا۔ پھر آپ نے کیوں ایک ڈھونگ رچایا، سستی شہرت حاصل کی اور اپنے آپ کو آگے کیا۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب ظفر اعظم (وزیر قانون وصنعت):</u> سر! 1991ء میں نواز شریف نے کوئی آئین نہیں دیا تھا۔

<u>سید مرید کاظم شاہ:</u> سر! ایکٹ بنا تھا وہ ایک ایکٹ تھا آپ بھی ایک بل لائے ہیں۔ لیکن وہ ایکٹ تھا تو اس وقت آپ نے کیوں صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہ ہم اسلام لائے ہیں، عمل نہیں کرتے لیکن اسلام لاتے ہیں۔ اسلام ایسے چل رہا ہے کہ صرف اور صرف جس طرح میرے بھائی بشیر احمد بلور صاحب نے کہا کہ Ban تو لگ جاتا ہے لیکن گورنمنٹ کے لئے Relaxation ہو جاتی ہے اور اپوزیشن کے لئے Ban ہی رہتی ہے۔ سر! اسلام میں ایک قانون بنانا چاہیئے۔ وہ کام جو آپ اپنے لئے برا سمجھتے ہیں تو وہ

دوسروں کے لئے بھی برا سمجھیں، اور جو اپنے لئے اچھا سمجھتے ہیں تو وہ دوسروں کے لئے بھی اچھا سمجھیں۔ جناب سپیکر! محمد ﷺ سے کسی نے آکر کہا کہ میرا بچہ میٹھا کھاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ اسے کل لے آؤ۔ وہ دوسرے دن لایا تو حضور ﷺ نے پھر کہا کہ کل لاؤ۔ پھر تیسرے دن جب وہ بچے کو لے گیا تو حضور ﷺ نے اس بچے سے کہا کہ بیٹا آپ میٹھا مت کھائیں۔ تو اس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو آپ پہلے دن بھی کہہ سکتے تھے تو حضور ﷺ نے کہا کہ اس دن میں نے خود میٹھا کھایا تھا اس لئے میں اسے منع نہیں کر سکتا تھا۔ سر! یہ اسلام بھی مانتے ہیں اور اسلام کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ ہمیں تو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ (تالیاں) سر! میری ایک تجویز ہے کہ کمیٹیوں کی جو رپورٹس آتی ہیں اور جو کل پنچائتی کمیٹی کی رپورٹ، جناب اکرام اللہ شاہد جس کے چیئرمین ہیں۔ آرہی ہے اس میں اپوزیشن کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہ پوری اسمبلی کا استحقاق ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم Sixth Shedule کے تحت بلدیاتی اداروں کے ساتھ پھنسے ہوئے ہیں تو ہم ایک ایسی Body آپ کو دے رہے ہیں جو تصادم بھی نہیں کر رہی ہے اور جس میں اسمبلی کے ممبران کا استحقاق بھی بن رہا ہے، انکی عزت بن رہی ہے کیونکہ اپنے اپنے علاقے میں Provincial A D P ان کے اختیار میں ہوگی اور وہ خود اس کی تقسیم کریں گے آپس میں بیٹھیں گے آپ ڈی آئی خان کو دس سکول دیتے ہیں آپ ہمیں بتائیں کہ وہ کونسا فورم ہے جہاں سے ہم اس کو تقسیم کریں گے۔ کون اس کی Selection کرے گا۔ کون سائیڈ سلیکشن کرے گا۔ ادھر آپ کہتے ہیں کہ ایل ایف او کو ہم نہیں مانتے اور ادھر کہتے ہیں کہ ہم رپورٹ کے پابند ہیں، ایک پالیسی بنائیں۔ (تالیاں) ایل ایف او کو مانتے بھی ہیں اور ایل ایف او کی بعض جگہوں پر مخالفت بھی کرتے ہیں جناب والا! میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اگر حکومت کا یہ رویہ ہے تو مہربانی کر کے تمام سٹینڈنگ کمیٹیوں کو ختم کیا جائے کیونکہ حکومت صرف اور صرف اپنے آپ کو عقل کل سمجھتی ہے اور عوام کی نمائندگی صرف حکومت کے چند لوگ سمجھتے ہیں۔ تو میرے خیال میں پھر ہمیں اس اسمبلی میں بیٹھنے کا یا اس کمیٹی میں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جناب عالی! یہ شوریٰ میں تو گئے تھے اور اسلام میں تو شوریٰ کا ایک بہت بڑا Concept ہے۔ یہ شوریٰ کی بات کو مانتے نہیں، فرد واحد کو مانتے ہیں۔ تو میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں

جناب والا! کہ آیا حکومت کو Bound کیا جائے کہ کمیٹیوں کی رپورٹس کو Honor کیا جائے یا مہربانی کر کے تمام سٹینڈنگ کمیٹیاں اور سپیشل کمیٹیاں ختم کی جائیں انہیں بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ جناب قلندر خان لودھی صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر سر! جناب سپیکر! ہم نے جو ایجنڈا دیا تھا تو ہم نے اسمیں یہ نہیں لکھا تھا کہ اس پر صرف اپوزیشن کے اراکین بولیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے تو۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: بولنے پر ہم نے کوئی پابندی نہیں لگائی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ حکومت کے اراکین اس پر۔۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے تو جن معزز اراکین کی طرف سے نام دیئے گئے ہیں، میں تو انکو اگر۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: جب تک نیا اعلان نہیں ہوتا وزیروں کا تب تک وہاں سے کوئی نہیں بولے گا۔

جناب کاشف اعظم: سپیکر صاحب! مونږ به تقریر اوکړو که تاسو دا ګارنټی اخلئ چې دوی به زمونږ په خبرو خفه کیږی نه او واک آؤټ به نه کوی۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی۔ قلندر خان لودھی صاحب۔

قائد حزب اختلاف: سر! ہم نے نام نہیں دیئے۔ لیکن سر! Independents کی طرف سے ہم بھی اس میں حصہ لیں گے۔

جناب سپیکر: آپ نے تو نام نہیں دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف: سر! میں نے سیکرٹری صاحب سے، سیکرٹری صاحب کو میں نے نام دیا تھا۔

جناب سپیکر: اچھا جی، اسکے بعد موقع دیں گے۔

حاجی قلندر خان لودھی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔! بڑی مہربانی سپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے کچھ کہنے کا موقع دیا۔ مجھ سے پہلے میرے سینئرز نے اور میرے بڑے پرانے پارلیمنٹرین نے۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر آپ کو اکتفا کرنا تھا۔

حاجی قلندر خان لودھی: جناب انور کمال صاحب نے اور عبدالاکبر خان صاحب نے بشیر بلور صاحب نے مشتاق غنی صاحب نے اور مرید کاظم صاحب نے سیاسی باتیں بھی کیں اور مذہبی باتیں بھی کیں اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کی باتیں بھی کیں میں چونکہ عام طور میں اس قانونی مسئلہ میں نہیں جاتا۔ عبدالاکبر خان صاحب نے سب کچھ بتادیا ہے اور میں وہ باتیں نہیں کرونگا۔ یہ تو ہمارے بزرگ ہیں، مشران ہیں۔ یہ تو اپنا غصہ، اور اپنا گلہ شکوہ اسمبلی فلور پر کرلیتے ہیں۔ لیکن ہم اتنے زیادہ اس میں نہیں سمجھتے تھے۔ ہم نے کہا جو بھی کریں گے، پریکٹیکل کریں گے۔ ہماری طرف سے میرے دوستوں کی طرف سے، یہ Movers ہیں ہمارے نادر شاہ صاحب اور پیر محمد خان صاحب اور اس کے بعد ہمارے Responsible Minister فضل ربانی صاحب، وہ ایک تحریک ہمیں ورکس اینڈ سروسز کی کمیٹی میں لائے تھے۔ مردان درگئی روڈ کے لئے۔ تو کل ہمارا قافلہ اڑھائی بجے، ہم تو یہ نہیں سمجھتے تھے کہ یہ جو باتیں اسمبلی میں ہو جائیں تو کافی ہیں ہم نے سمجھا کہ کیوں نہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں اتنا لمبا مسئلہ ہے۔ تین چار دفعہ ہم اس کمیٹی میں بیٹھے بھی ہیں۔ تو اس میں سیکرٹری صاحبان بھی تھے ورکس اینڈ سروسز کے ایف ایچ اے کا ایم ڈی بھی تھا۔ پورا اسٹاف تھا۔ اور ہمارا یہ فیصلہ ہوا کہ دو تاریخ کو اڑھائی بجے ہم اسمبلی سے نکلیں گے۔ ہمارا ایک بڑا قافلہ اپنی گاڑیاں لیکر نکلا جس میں سات آٹھ ہم کمیٹی کے ایم پی ایز صاحبان تھے چونکہ اس وقت میاں نثار صاحب نہیں تھے اگر وہ ہوتے تو وہ ہمارے چیئرمین تھے۔ شاید یہ باتیں میں نہ کرتا لیکن میں نے ضروری سمجھا کہ یہ مجھے بتانا کہ ہم Practically وہاں گئے ایک بڑا قافلہ تین ضلعوں سے گزرا اسکے ساتھ ایک دو گاڑیاں پولیس کی بھی تھیں اور ساتھ تین چار گاڑیاں محکمے کی بھی تھیں۔ وہاں ہم گئے اور ہم نے دیکھا۔ لوگوں نے ہم کو دیکھا، رات کے ساڑھے آٹھ بجے ہم واپس آئے۔ اگر کچھ ہونا نہیں ہے۔ کسی کو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے۔ کسی کو کچھ سزا نہیں ہونی، تو پھر میں سوچتا ہوں کہ کل ہم نے جو کیا میرے خیال میں ہم نے اپنے ساتھ زیادتی کی کہ ہم نے سارا دن اس پر لگایا اور یہاں باتیں سن کر جو مایوسی ہوئی کہ بھئی اس میں ہونا کچھ نہیں ہے۔ تو اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ یہ باتیں کچھ ہونی چاہیں۔ اگر کچھ نہیں ہوگا تو پھر کچھ بھی نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

حاجی قلندر خان لودھی: اسکے بعد میں ایک بات بتاتا ہوں فلور آف دی ہاؤس پر۔ میرا ابھی گلہ ہے۔ کہ یہاں ایک ٹرانسفر کی بات تھی۔ جس پر دوایم این ایز نے لکھا ایک ڈپٹی سپیکر نے لکھا، دس ایم پی ایز نے لکھا، سینئر منسٹر صاحب نے لکھا۔ اسکے بعد چیف منسٹر صاحب نے لکھا اور اس کے بعد ایک سیکشن آفیسر نے ابھی تک اس فیمل کو جو ہزارہ سے ٹرانسفر ہو کر (19 گریڈ میں ہے) پاراچنار گئی ہے وہ ابھی تک واپس نہیں ہوئی اور ایک سیکشن آفیسر نے اسکو روکا ہوا ہے۔ (شور) (اوھواوھو کی آوازیں)۔۔

Mr. Speaker: Please. Please. It is not a proper way.

حاجی قلندر خان لودھی: چار منٹ پہلے جو میں نے گلہ کیا تو مجھ سے یہاں چیف منسٹر صاحب نے وہ کاغذ اسمبلی کے سامنے لیا تھا۔ لیکن اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہوا۔ تو ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہم اپوزیشن میں ہیں توا س لئے ہمارے ساتھ یہ کچھ ہو رہا ہے۔ اگر ہم فیمل کے حق کے لئے بھی لڑتے ہیں تو یہ کام ہمارا نہیں ہو سکتا تو اس لئے میں جناب سپیکر! یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ ہم تو سمجھتے ہیں کہ آپ نے کہا کہ جرگہ ہے ہم تو اسکو جرگہ ہی سمجھتے رہے اور سمجھتے آرہے تھے لیکن اب ہم اس بات پر مجبور ہو رہے ہیں کہ نہیں ہم لوگ اپوزیشن میں ہیں۔ ہماری جو جائز بات ہے وہ بھی نہیں مانی جائے گی کل جب ہم گئے تو میرے دوست بن یامین صاحب تھے، شاہ صاحب تھے، انکے ساتھ مولانا اسرار الحق صاحب اور فضل ربانی صاحب گئے ہوئے تھے نادر شاہ صاحب گئے تھے، طارق خان صاحب گئے تھے۔ ہم تقریباً دس بارہ آدمی تھے ہم نے سارا دن تقریریں بھی کیں اگر ان کمیٹیوں میں ہونا کچھ نہیں ہے اور پھر ہمیں ٹی اے، ڈی اے جو مل رہا ہے تو ہمیں افسوس ہو رہا ہے کہ ہم اس غریب قوم کا پیسہ اس طرح سے ضائع کر رہے ہیں تو ہم اسکی نفی کرتے ہیں۔ ہمیں یہ پیسہ نہیں چاہیئے۔ (تالیاں) ہمیں سٹینڈنگ کمیٹی میں یہ نہیں رکھنا ہے۔ کیونکہ ہم اپنی گاڑیاں تو لے جائیں گے۔ اپنا ڈیزل تو خرچ کرینگے لیکن جو ان غریب عوام پر بوجھ پڑے گا، جو لوگ جائیں گے اور جو ہمیں ٹی اے، ڈی اے کا چیک ملتا ہے۔ وہ ہمیں ملے گا تو یہ بوجھ پڑے گا اس لئے بہتر یہ ہے کہ گورنمنٹ پارٹی، گورنمنٹ پارٹی ہوتی ہے۔ جو آتا ہے وہی رولنگ کرتا ہے تو یہ کہ ہم سننے والے رہے، اپوزیشن والے اور آپ رولنگ والے ہو، جو آپ کریں ہم مانیں جو آپ کریں آپ جانیں آپ کی گورنمنٹ جانے ہم آپ کے ساتھ ہیں، اپنے صوبے کے ساتھ ہیں۔ اسلام علیکم۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب شہزادہ محمد گستاسپ صاحب آپ کا گلہ تھا۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: ویسے مجھے یقین ہے کہ کہنے کو کچھ نہیں ہوگا۔

قائد حزب اختلاف: نہیں، پھر گلہ نہیں ہوگا۔ سر! یہ بڑا Sensitive اور بڑا اہم موضوع ہے۔ Sensitive اس لئے ہے کہ جس طرح ممبران نے تقاریر کیں اور آپ کو سپیشل کمیٹیز اور ہاؤس کمیٹیز کی رپورٹس کے بارے میں بتایا اور جو ان رپورٹس کا حکومت کی طرف سے حشر ہوا، وہ سب نے محسوس کیا۔ اسی طرح سے سر، امید ہے کہ ان تقاریر کے بعد حکومت بھی یہ محسوس کرے گی سر! جمہوریت کے علاوہ بھی دنیا میں بہت سارے نظام تھے، بہت سارے نظام دنیا میں چلتے آئے ہیں، چلتے رہے لیکن جمہوریت کو اجتماعی طور دنیا کے تمام ممالک نے اس لئے قبول کیا کہ جمہوریت ایک اجتماعی نظام ہے۔ جمہوریت میں اجتماعی فیصلے ہوتے ہیں اور دنیا کی تمام قوموں نے مل کر اس بات کا فیصلہ کیا کہ لوگوں کو کس طرح سے حکومتوں میں شریک کیا جاسکتا ہے۔ اس کے یہ طریقہ کار وضع ہوا جس کا نام جمہوریت رکھا گیا۔ اب جمہوریت پر اگر کوئی چلے تو جمہوری نظام آگے بڑھ سکتا ہے۔ آپ دیکھیں، جب دوسرے ملکوں میں، آپ برطانیہ کا نظام لے لیں۔ برطانیہ میں جب انارکی تھی تو Britain back ward تھا لیکن جب Britain میں عوامی انقلاب آیا اور جمہوریت جب لاگو ہوئی تو جمہوریت کے لئے لوگوں نے قربانیاں دیں، اجتماعی سوچ ڈیویلپ ہوئی تو سوسائٹی اس کے ساتھ ڈیویلپ ہوئی۔ یہاں پر عبدالاکبر خان صاحب نے Plato اور ristotle کا نام بھی لیا، Greek city states کا ذکر اگر کریں، جمہوریت تو بہت پرانا ایک نظام ہے اور جمہوریت کا مطلب ہی اجتماعی فیصلے ہیں۔ آج ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں، کچھ ممبران اس طرف بیٹھے ہیں کچھ ہم اس طرف بیٹھے ہیں۔ اس طرف کے لوگ بھی لوگوں کی نمائندگی یہاں پر کرتے ہیں۔ ایک کروڑ ستر لاکھ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں، اس طرف کے لوگ یعنی ہم انہی لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہم نے ان کے لئے ایک اچھا نظام قائم کرنا ہے، ان کے لئے اچھا طریقہ کار قائم کرنا ہے تو وہ کیسے ہوگا۔ نظاموں میں تو غلطیاں بھی پیدا ہوتی ہیں، حکومتوں سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں لیکن ان غلطیوں کو درست کرنے کے لئے یہاں پر یہ ایک اجتماعی جرگہ ہے جہاں پر صوبے کے تمام نمائندے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر کسی ممبر کو کوئی اعتراض گزرتا ہے، اگر کسی علاقے میں کوئی ناانصافی ہوتی ہے تو اس کا نمائندہ اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر وہ نکتہ اٹھاتا

ہے جس پر اعتراض ہوتا ہے تو آپ کی سربراہی میں یہاں پر کمیٹیز تشکیل دی جاتی ہیں۔ کمیٹیز جو ڈیمو کریٹک سسٹم کی ہوتی ہیں، یہ خوبصورتی ہے ڈیمو کریٹک سسٹم کی اور جب کمیٹیز میں ایک مسئلہ جاتا ہے تو کچھ لوگ آپ وہاں سے سیلکٹ کرتے ہیں، کچھ لوگ یہاں سے سیلکٹ کرتے ہیں، ہم وہاں پر بھائیوں کی طرح بیٹھتے ہیں اور مسئلے کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں Deliberations ہوتی ہیں، ہم لوگ کافی ٹائم لیتے ہیں جس پر حکومت کے کافی اخراجات آتے ہیں اور ہمارا بھی کافی وقت اس میں صرف ہوتا ہے لیکن جناب والا! وہاں پر کبھی بھی کسی نے یہ اعتراض نہیں اٹھایا کہ یہ شخص ایم ایم اے کا ممبر ہے، دوسرا پی پی پی کا ممبر ہے، تیسرا نواز لیگ کا ممبر ہے چوتھا قاف لیگ کا ممبر ہے یا وہاں پر کوئی Independent آدمی بیٹھا ہے، وہاں پر یہ اعتراض کبھی بھی نہیں ہوا۔ یہ بات ہوئی ہے کہ ہم سارے لوگوں کے نمائندے ہیں اور اس کمیٹی میں بیٹھے ہیں یہ مسئلہ صوبے کو در پیش ہے، اس مسئلے کو حل کرنا ہے، خواہ وہ صحت سے متعلق مسئلہ ہے، خواہ وہ تعلیم سے متعلق فیصلہ ہے، خواہ وہ حکومت کے کسی اقدام کا مسئلہ ہے اور کمیٹی جو تشکیل دیتے ہیں جناب والا آپ سپیکر آف دی ہاؤس ہیں، آپ خود تشکیل دیتے ہیں، اس میں ہماری کوئی رائے شامل نہیں ہوتی۔ (تالیاں) جب آپ کی تشکیل کردہ کمیٹی جو کہ صوبے کے وسیع تر مفاد میں تشکیل دی جاتی ہے اور جب وہ بیٹھی ہے، Deliberate کرتی ہے تو اس کی رپورٹ ہاؤس میں آتی ہے اور ہاؤس اسے Unanimously adopt کرتا ہے۔ What ever is unanimously adopted in the House becomes binding on the Government of NWFP.....(Clapping)... لیکن اس کا حشر کیا ہوتا ہے؟ کوئی بھی قرارداد جو یہ ہاؤس، خدا کے بعد یہ ہاؤس صوبے میں سپریم اتھارٹی ہے، جو بھی قرارداد متفقہ طور پر ہاؤس پاس کر دے وہ حکومت پر Binding ہوتی ہے لیکن سر! یہاں پر متفقہ Adapted Reports آئی اور وہ رپورٹس بھی جو ہیں وہ اللہ کے فضل و کرم سے وہ صوبے کے وسیع تر مفاد میں ہیں، وہ کسی شخص کے ذات کے لئے نہیں ہیں، کسی وزیر کے لئے نہیں ہیں۔ کسی وزیر اعلیٰ کے لئے نہیں ہیں، وہ صوبے کے عوام کے مفاد میں یہ رپورٹس دی گئی ہیں، صوبے کے وسیع تر مفاد کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ لیکن سر! اگر وہ Adopt کی ہوئی رپورٹس، Unanimously passed reports اگر وہ لاگو نہیں ہوتیں تو میرے خیال میں اس صوبے کے لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا۔ سر! یہ کمیٹیز کس لئے تشکیل دی جاتی ہیں؟ کمیٹیز اس لئے

تشکیل دی جاتی ہیں تاکہ محکمے کی کارکردگی پر اگر کسی کو سیریس اعتراض ہوتا ہے، جس طرح کہ آپ کے سامنے ایک مسئلہ آیا کہ پوسٹنگ اینڈ ٹرانسفرز میں میرٹ کو نہیں دیکھا گیا تھا، بے قاعدگیاں ہوئی ہیں تو آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دے دی۔ ہم نے بیٹھ کر اس میں Deliberations کیں، جو صحیح تھا وہ بھی ہم آپ کے سامنے لائے اور جو غلط تھا وہ بھی ہم آپ کے سامنے لائے اور اس لئے آپ نے کمیٹی تشکیل دی کہ اب جو غلطی ہوئی ہے اسے Rectify کیا جائے اور آئندہ کے لئے یہ غلطیاں نہ دہرائی جائیں۔ لیکن سر میں بڑے افسوس سے کہونگا وہ جو Rectify ہوئی، اس پر کام ہوا، کچھ رہتا ہے وہ بھی ہو جائے گا لیکن اس کے بعد جو Example آنا چاہیئے تھی کہ وہ غلطیاں نہیں دہرانی چاہیئے تھیں۔ آج اگر آپ ریکارڈ محکموں کے منگوالیں، آپ محکمہ تعلیم کے ایک ہی محکمہ کا ریکارڈ منگوالیں تو سر! آپ اس میں دیکھیں گے کہ وہی غلطیاں بار بار پھر دہرائی جاچکی ہیں۔ اگر کمیٹیز بنا کر ایک راستے کا تعین کر کے میرٹ کی پالیسی کو اپنا کر اور اس میں چیک اینڈ بیلنس کا نظام لاگو کر کے کمیٹیز کی طرف سے وہ بھی اگر پامال کیا جائے سر، ان اصولوں کو بھی پامال کیا جائے جن کے لئے کروڑوں روپے حکومت نے کمیٹیوں پر خرچ کر دیے ہیں اور Deliberations پر خرچ کر دیئے۔ تو اگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو سر! میرے خیال میں آپ بیک جنبش قلم ان کمیٹیوں کو ختم کر دیں۔ ہم ان کمیٹیوں میں بیٹھنا پسند نہیں کریں گے۔ (تالیاں)

Sir! It is democracy اور اگر یہ بھرپور احتجاج جو سنٹر میں چل رہا ہے، شور مچایا جارہا ہے۔ اسمبلی میں بیٹھنے کسی کو نہیں دیا جارہا ہے۔ اگر سر! وہ جمہوریت کے لئے ہے تو یہاں پر بھی جمہوری اصولوں کا خیال رکھا جائے اور وہ قدریں پامال نہ کی جائیں جو عوامی نمائندوں، چاہے وہ اس طرف کے ہیں یا اس طرف کے ہیں، ان کا حق بنتا ہے نمائندگی کرنے کا۔ ہم صرف اپنی بات نہیں کر رہے کہ اپوزیشن کی بات کریں۔ اپوزیشن کے ساتھ، جب ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں تو ہم ہر سختی کے لئے تیار ہیں، ہم ہر چیز کو Face کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ہماری ٹرانسفرز نہیں ہوتیں تو ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ ہم یہاں پر صحیح آواز اٹھائیں گے اور لوگ باہر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ممبر نے ہمارے لئے آواز اٹھادی ہے، اس کا بس نہیں چلتا، صحیح کام نہیں ہو رہا اس لئے ہم بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ ہم پر لوگوں کا کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ (تالیاں)

میں آپ سے درخواست کرونگا ان باتوں سے کوئی نہیں ڈرتا سر، اگر میرے حلقے میں چار استاد تبدیل ہو گئے

کسی غیر منتخب آدمی کے کہنے پر تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں اس سے بھی زیادہ،اس سے بھی زیادہ سختی کے لئے تیار ہوں لیکن سر! یہ میری بات نہیں ہے، یہ اصول کی بات ہے،اس صوبے کے مفاد کی بات ہے کہ حکومت اپوزیشن ہاؤس میں اکٹھے بیٹھتے ہیں اور جس طرح کہ پہلے حکومتیں چلتی رہی ہیں اور ممبروں کی جو قدر و منزلت وہاں پر ہو رہی ہے۔ لوگوں نے انہیں آپ کی Consultation کے لئے منتخب کر کے بھیجا ہے، یہاں پر نمائندگی کرنے کے لئے لوگوں نے انہیں منتخب کر کے بھیجا ہے۔ چاہے وہ ایم ایم اے کے ہیں یا دیگر کسی اور سیاسی جماعت کے ہیں انہیں لوگوں نے مینڈیٹ دے کر بھیجا ہے اور اس لئے بھیجا ہے کہ وہ آواز اٹھائیں اور ان کی آواز اس حلقے کے عوام کی آواز ہوتی ہے۔ اگر اس آواز کی قدر نہیں کی جاتی، اگر اس حلقے کی قدریں پامال کی جاتی ہیں تو سر! یہ سراسر ان لوگوں کی توہین ہوتی ہے، ان لوگوں کی آواز کو دبایا جاتا ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جس طرح آپ بھی ہماری طرح اس پر یقین رکھتے ہیں کہ Committees are the most important organs جو Watch کرتی ہیں محکموں کی کارکردگی کو اور جو لوگوں کی طرف سے ڈیپارٹمنٹس پر ایک چیک ہیں، Minister is also public منسٹر بیوروکریٹ نہیں ہے، Minister is a representative and he is a check اور اس میں چیک کمیٹی ہے۔ سر! کمیٹی فعال ہو گی، اسمبلی فعال ہو گی، آپ کی حکومت فعال ہو گی check ۔

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر</u>: تھینک یو شہزادہ محمد گستاسپ خان صاحب۔ قاضی محمد اسد خان صاحب۔ آپ نے تو بھڑاس صبح نکال دی ہے نا۔ مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

<u>قاضی محمد اسد خان</u>: جو صبح نکالا تھا جی اس میں سے کچھ تھوڑا سا رہ گیا تھا۔ میں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: اچھا، نکال لیں۔ نکال لیں، خوشی سے۔

<u>قاضی محمد اسد خان</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک بات جو میں نے صبح کی تھی، اس کو دہرانا چاہونگا اور میں تو چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: میرے خیال میں Repetition کی ضرورت نہیں ہے۔

قاضی محمد اسد خان: نہیں جناب سپیکر صاحب۔ اس بات کا تھوڑا سا سیریس گورنمنٹ نوٹس لیں کہ جب آپ نے Ban لگایا اور اس کو کمیٹی، جو آپ نے Form کی تھی، اس Ban کی جو خلاف ورزیاں کی گئی تھیں اس پر اس نے فیصلے دیئے۔ میں آپ کو یہاں بتاتا ہوں کہ اس کے بعد ہری پور میں ایک افسر کو تین دفعہ تبدیل کیا گیا۔ کمیٹی نے اس کو ایک جگہ بھیجا، اس کے بعد دو دفعہ اس کے تبادلے کئے گئے تو کمیٹی کی کیا افادیت رہ گئی؟ اس کے علاوہ یہاں پر شہزادہ صاحب نے ڈیموکریسی کی بات کی ہے، میرے بھائی راجہ فیصل زمان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، 25 کمرے اس دفعہ سکولز کے لئے، ڈسٹرکٹ ہری پور کو گئے ہیں۔ ان 25 کمروں میں، چار حلقے ہیں صوبائی اسمبلی کے، ہری پور میں چار حلقے ہیں۔ ایک کمرہ پی ایف 50 کو جس کا کہ میں نمائندہ ہوں۔

آوازیں: شیم۔ شیم

قاضی محمد اسد خان: یہاں پر ہمارے آنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ یہاں پر ہم ڈیسک بجائیں گے اور چلے جائیں گے۔ ٹھیک ہے شہزادہ صاحب کہتے ہیں۔ ہم تیار ہیں ان چیزوں کے لئے۔ ہمارے لوگ یہ بات سمجھ جاتے ہیں۔ لیکن ہم نہیں چاہتے سپیکر صاحب کہ یہاں پر آواز جب یہاں بھی نہ سنی جائے۔ تو ہم پھر روڈ پر جانے کے لئے مجبور ہو جائیں گے۔ آپ برائے مہربانی اس چیز کا سنجیدگی سے نوٹس لیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ آپ کے پاس بھی اتنے لوگ آتے ہیں۔ آپ کے حلقے کے لوگ آتے ہیں۔ اپ کو پالیسی کے اوپر عمل کرنے کا ٹائم ہی نہیں ملتا۔ ہم آپ کے لوکل یونٹس کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جس طرح آپ کی یہاں پر اکثریت ہے۔ ہم نے وہاں پر لوگوں کو شکست دی۔ لوگ ہم سے Expectation رکھتے ہیں جو کہ جائز ہیں۔ اس کے باوجود اللہ کی فضل وکرم سے ہم آپ کے مجلس عمل کے لوکل یونٹس کو Accommodate کریں گے۔ ہم تو سب کے ساتھ چلتے ہیں۔ لیکن یہاں پر ٹوٹل حق تلفی ہو رہی ہے۔ ایک ایم پی اے اٹھ کے دوسری حلقے میں مداخلت کر رہا ہے۔ یہاں سے Ban Relaxation ایسے ہو رہی ہو جیسے کہ یہ کوئی لوٹ کا مال چل رہا ہے۔ اور منسٹر صاحب کی مجھے تو یہ Assurance دی گئی ہے کہ آپ کے جو آرڈرز رہتے ہیں۔ آپ ہمیں لا دیں۔ ہم ان شاءاللہ ان کو کردیں گے۔ میرا مقصد صرف آرڈرز کا نہیں ہے۔ اگر Ban تھا تو میرے حلقے میں باقی حلقوں کو چھوڑ دیں۔ جس کو

اعتراض ہے وہ کریں۔ میرے حلقے میں جو بھی Vacant پوسٹیں Fill کی گئی ہیں۔ یا جو Transfers کی گئی ہیں۔ برائے مہربانی انہیں Cancels کیا جائے اور انہیں احسن طریقے سے Properly کمیٹی کے ذریعے ہم بھر دیں گے۔ لیکن مال غنیمت کے طریقے سے انہیں جو تقسیم کیا ہے مسٹر سپیکر، میرے بھائی تو میرے خیال میں، یہ سب پر آئے گا۔ ایک دن آپ یاد رکھیں۔ یہ سب تکلیفیں، آج ہم ادھر ہیں کل ادھر ہونگے۔ کل آپ ادھر ہو سکتے ہیں۔ (تالیاں) ہر عروج کو زوال ہے۔ لیکن انصاف ہمارا، مجھے یاد ہے سینئر منسٹر صاحب کی پہلی تقریر، ہم آپ کو دیوار سے نہیں لگائیں گے۔ ہم محسوس کررہے ہیں جناب سپیکر صاحب جمشید خان یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ تکلیف ہے۔ برائے مہربانی اس کا کوئی تدارک کریں۔ اور صرف فلور کی Assurance کی بات نہیں ہے۔ ہم اس کا پکا جواب چاہتے ہیں۔ بہت شکریہ تھینک یو۔

جناب سپیکر: جناب جمشید خان صاحب! آپ کو تکلیف کیا ہے، اپنی تکلیف بیان کریں۔

جناب جمشید خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ زما نه مخکښې پارلیمانی لیډرانو په سټینډنګ کمیټی او په سپیشل کمیټئ په رپورټونو باندې او په هغې باندې عملدرآمد نه کولو باندې ډیر عالمانه او فاضلانه بحث اوکړو۔ او د هغې قانونی او اخلاقی پهلوګان ئے ډیر اجاګر کړل۔ جناب سپیکرا سټینډنګ کمیټی ته چې کومه خبره ځی۔ هغه څه تکلیف ممبرانو ته پیښ شی۔ عوامو ته تکلیف پیښ شی هغه دلته په اسمبلئ کښې اوچت کړی او جناب سپیکر تاسو هغه مسئله سټینډنګ کمیټئ ته حواله کړئ۔ سټینډنګ کمیټی کښې هغې باندې ډیر تفصیلی بحث اوشی۔ او د هغه طرف نه هم پکښې کسان ناست وی۔ او د دے طرف نه هم پکښې کسان ناست وی۔ او په هغې باندې عمل کول په ګورنمنټ باندې Binding دی۔ خو څما د اندازے مطابق چې کوم د هیلتھ یا د ایجوکیشن یا د آئی بی پی کمیټئ وه یا د لوکل ګورنمنټ کمیټی وه۔ هغې باندې تراوسه پورے هیڅ عمل درآمد نه دے شوے۔ دا ډیره د افسوس خبره ده۔ جناب سپیکر! کله چې مونږه د صوبائی حقوقو خبره کوو۔ مونږه د مرکز نه د Net Hydel profit خبره کوو۔ د اے جی این قاضی فارمولے خبره کوو۔ د کالا باغ ډیم خبره کوو۔ یا د NFC ایوارډ خبره کوو۔ نو دا ولے مونږه کوو۔ دا مونږه د خپلے صوبے

حق غواړو۔ او په دے حق د غوښتو دپاره مونږه په دے کښې اپوزیشن نشته۔ او په دیکښې گورنمنټ نشته۔مونږه ټول یوه جرګه یواو مونږه خپل حق غواړو۔دغسے جناب سپیکر! مونږه که خپله خبره کوو که دخپلے حلقے خبره کوو۔ نو دا مونږه خپل ذات دپاره نه کوو۔ دا صرف،هریوکس دپاره ده۔که هغه د اپوزیشن دے او که هغه د گورنمنټ دے۔ جناب سپیکر! کومے مسئلے چې مونږه ته راپیښے دی۔ هغه ستاسو په مخکښې ایږدمه۔جناب سپیکر! په دے ایوان کښې زمونږه محترم وزیر اعلیٰ او سینئر منسټر مونږه له دا Assuranceراکړې وو چې مونږ به اپوزیشن د دیوال سره نه لګوو۔ دے به مونږ د زړه سره لګوو۔ او دوئی ته به مونږه په خپلو حلقو کښې د وزیراعلی اختیارات چې څه دی، دا به دوی ته په خپلو خپلو حلقو کښې حواله دی۔څه ډیر په افسوس سره وایم چې زما په حلقه کښې چې کوم Transfersکیږی او کوم Postingsکیږی۔ هغې کښې زما نه بالکل تپوس نه کیږی پکار دا ده چې په کومه حلقه کښې Transfers کیږی او Postingکیږی چې د هغه متعلقه حلقے د ممبر دستخط وی، چې کوم منسټر له ځی چې دا په هغوی باندې Bindingوی۔ او که فرض کړه دوی څه داسې یو رولز جوړوی چې مونږ د اپوزیشن کار نه کوو۔یاد اپوزیشن په خله باندې کار نه کوو۔ نو بیا خو دسره زما په خیال زمونږ دلته د کښېناستو ضرورت نشته۔ Ban Relaxation پورے خبره وه۔چې کله یو Irregularityراغله دلته۔ او هغې باندې سټینډنګ کمیټی رپورټ پیش کړو۔ د هغې نه وروستو بیا Banاولګیدو۔ نو دBan Relaxationدپاره دا طریقه کار چې کوم اختیار شوے دے زما په خیال دا د انصاف تقاضے نه پوره کوی۔ پکار خوداوه چې کله ضروری هغې دپاره سمری Put upکیدے۔اوس چیف منسټر خو پخپله یا کله بهر وی یا به مصروف وی۔ هغه ته به دومره کله موقع وی چې هغه هر کیس کښېBan Relaxationورکوی۔ خو دهغې دپاره یوه آسانه طریقه ده چې یو سیکرټری ناست وی یا PSOناست وی او هغه Ban Relaxation ورکوی۔ خو هغې کښې هم پکار داده چې کومه متعلقه حلقه وی چې د هغې ممبر پکښې دستخط ضروری وی۔جناب سپیکر! ماسره د یومحکمے داسے Irregularity موجود ده چې هغوی 7-30باندې Banلګیدلے وو۔ هغوی د هغې نه وروستو

آرډرونه کړې دی۔ او هغه چې دے، تاریخ ئے پکښې7-30ورکړې دے او آرډرونه ئے په 7-26بانديې کړی دی او 7-27بانديې کړی دی۔ دا څومره د بے انصافئی خبره ده۔ جناب سپیکر! څه به دا درخواست اوکړم چې دوی د کم ازکم په دے بانديې سوچ اوکړی۔ او مونږ له د دا Assuranceرا کړی لکه څنګه چې مونږه واک آؤټ اوکړو قاضی صاحب سره۔ مونږ له د دا Assuranceرا کړی۔ چې که اپوزیشن ممبر دے او که د حکومت ممبر دے۔ ددے ټهیک ده په ADP کښې مونږ ته خپل حق ملاو نه شو۔ مونږه ته پوره حق ملاو نه شو۔ هغه خو ټهیک ده اوشوه۔ خو چې کم از کم په دے Posting/ Transfersکښې خو زمونږه څه نه څه خیال ساتلے شی۔ ډیره ډیره مهربانی ډیره شکریه۔

جناب وجیہہ الزمان خان: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی

جناب وجیہہ الزمان خان: اگر ایک Suggestionکی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اجازت ہے۔

جناب وجیہہ الزمان خان: تھینک یو جی۔

جناب سپیکر: اگر موڈ Aggressiveنہ ہو تو بالکل اجازت ہے۔

جناب وجیہہ الزمان خان: آج نہیں Aggressive۔آج نہیں۔ وقت آنے پر شاید ہو گا۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔اجازت ہے۔

(قہقہہ)

جناب وجیہہ الزمان خان: میں آپکا بڑا مشکور ہوں جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔Banکے حوالے سے کافی باتیں ہو رہی ہیں۔کہ جی Banہے اور اس میں Relaxation ہو رہی ہے اور Posting /Transfersمیں کافی کھچڑی پکی ہوئی ہے۔اس میں میں ایک چھوٹی Suggestion بھی دینا چاہتا ہوں کہ First of allتو ہمیں ہر Transfersاور postingکا ایشو جو ہے اس کو Totallyڈسٹرکٹ گورنمنٹس کو دے دینا چاہیئے کہ With in the Districtوہ اس کو خود Solveکریں اور Banکی اس میں ضرورت ہونی بھی نہیں چاہیئے کیونکہ اگر ایک پالیسی جو وضع کی گئی ہے اس کے اوپر صحیح طور پر عمل

درآمد ہو تو پھر Ban کی ضرورت پڑتی ہی نہیں ہے۔اگر Tenure ہے اور اس پر ایک بندے کو کہیں جاناہے،Tenure پورا کرکے وہ واپس رہنے یا دوسرے علاقے میں آسکتاہے،اس کو Follow کرناچاہیئے بجائے اس کے کہ ہم Ban لگائیں اور اس کو Relax کرکے اپنے لئے خود Troubles کو Invite کریں ۔Ban ایک کیلئے Relax کریں گے دو سو کیلئے اور کرناپڑے گا ہزار کیلئے کرناپڑے گا پھر وہ Ban لگانے کا مقصد فوت ہوجاتاہے گو گزارش صرف یہ ہے کہ Ban ختم کرکے آپ ساراکام ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کودے دیں اور اس کے اوپر Check کے طور پر آپ بیٹھیں کہ اگر کسی کے ساتھ ناانصافی ہورہی ہے کوئی زیادتی ہورہی ہے تو اس کو پالیسی کے تحت آپ دیکھیں اور اس کاازالہ کریں تھینک یو۔

جناب سپیکر: کیا Tea break نہیں کرتے۔

جناب سراج الحق (سینئر وزیر) زہ خبرہ کوم بیائے اوکړئی۔

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔جناب سراج الحق صاحب۔

سینئر وزیر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔۔قابل احترام سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: تاسو سراج صاحب دے سلسلہ کښې خبرہ۔۔۔۔۔

سینئر وزیر: آو جی دے سلسلہ کښې۔

جناب سپیکر: زما پہ خیال نور مقررین دغہ اوکړی نو بیا روستو د هغې دغہ اوکړئی۔

سینئر وزیر: ماخو وئیل چې دا آخری مقرر دے۔

جناب سپیکر: نہ ،نہ

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! Tea Break کے بعد۔

سینئر وزیر: میں آپ سے Agree کرتاہوں جناب۔

جناب سپیکر: آو کنہ دا سبا دپارہ هم شتے ،دغہ شتے۔تاسو، لږ مطلب دا دے دل گردہ بڑاکریں۔شتے دا مقررین پکښې شتے ڈاکٹر صاحبہ آپ کچھ کہناچاہتی ہیں؟پانچ منٹ میں بس اپنا مدعابیان کرلیں۔

ڈاکٹر سیمین محمود جان: جناب سپیکر صاحب ! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ آج جو ہم First time پارلمنٹیرین یہاں پر صوبائی اسمبلی میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر، پلیز، بس پانچ منٹ صبر کریں، پھر جو کچھ آپ، مطلب ہے ان شااللہ پھر۔

ڈاکٹر سیمین محمود جان: ہم یہاں صوبہ سرحد کے عوام کے نمائندوں کے طور پر موجود ہیں۔ ہم نے As opposition ایک بہت ہی مثبت کردار ادا کیا ہے۔ ہم نے یہ بہتر نہیں سمجھا کہ ہم اپنے صوبہ سرحد کے عوام کے Tax Payers کے پیسوں کو ضائع کریں ہم نے اپنی پختون روایات کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنے عوام کی نمائندگی کی خاطر ایک مثبت اپوزیشن کا Role play کیا ہے اور ہماری ماشااللہ اسمبلی اچھی چل رہی ہے۔ اگر ہم چاہتے تو ہم بھی ڈیسک بجا سکتے تھے اور ہم بھی واک آوٹ کر سکتے تھے۔ لیکن الحمداللہ ہم نے اپنے عوام کی نمائندگی، آپ نے سپیکر صاحب! بڑی مہربانی کی کہ میرا نام آپ نے Special committee on Health جس میں ہم نے IBP کا ازالہ کیا، اس میں عوام کے لئے ایک بہت بڑا مسلہ تھا جو IBP کی وجہ سے تھا۔ ہمارے سینئیر ڈاکٹرز نے استعفے دے دیئے تھے اور مریضوں کو بہت تکلیف تھیں۔ اس وجہ سے ہم نے IBP کا خاتمہ کیا۔ پھر Again مجھے لیا گیا ایک Special Committee on Health میں Special Committee on Health کی بھی یہی Recommendation تھیں کہ جو IBP کے لئے ہماری جو Recommendation تھیں اور پورے ہاؤس نے اس رپورٹ کو Unanimously Adopt کیا تھا، تو اسکا ایک بل لایا جائے۔ دوسری Health کی Special Committee میں ہماری ایک اور بہت اہم Recommendation تھی۔ Health Regulatory Authority کے بارے میں تھی جس میں ہم نے کہا تھا کہ اس معزز ایوان میں میڈیکل ڈاکٹرز خواتین و مرد کو اس کمیٹی میں لیا جائے اور جیسے عبدالاکبر خان نے فرمایا کہ Special Committee کی Recommendations جو ہیں انکا حکومت کو Seriously نوٹس لینا چاہیئے۔ جہاں تک ٹرانسفرز کا تعلق ہے۔ منسٹر آف ایجوکیشن اور منسٹر آف ہیلتھ، دونوں کو میں نے ایک بہت ہی غریب ٹیچر کی ٹرانسفر کی Recommendation کی تھی اور ایک L.H.V کسی کی تھی دونوں منسٹرز صاحبان نے Recommendation Accept کی تھی اور Recommend بھی کیا تھا۔ لیکن جو

ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ بھی میرے خیال میں منسٹرز کی جو On merit Recommendation ہوتی ہیں۔ وہ انکو بائی پاس کررہے ہیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ Treasury benches کو بھی اس بات میں، مطلب یہ ہے کہ ہم مل بیٹھ کر اس بات کو بھی حل کریں کہ جو ایک منسٹر کی Recommendations ہوتی ہیں وہ بھی نہیں Implement ہو رہی ہیں۔ تو آخر میں، میں یہی کہونگی کہ ہم مل بیٹھ کر یہاں پر اپنے صوبے کے عوام کے نمائندوں کی حیثیت سے اور ان شاءاللہ ہماری یہ کوشش ہے As Opposition Members اور امید ہے کہ مرکز میں بھی جو اپوزیشن ہے وہ بھی پاکستان کے عوام کے جو مسئلے ہیں، غربت اور بے روزگاری، انکو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

Mr. Speaker: Thank you. The House is adjourned for tea break.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ! مشتاق احمد غنی څه وائی۔

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون وصنعت): مشتاق غنی صاحب! آپ کچھ بتانا چاہ رہے ہیں۔

جناب مشتاق احمد غنی: میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے، وہ یہ ہے کہ آپ نے رولنگ دی تھی کہ جس کا موبائل یہاں پر بجے گا تو اسکو ضبط کیا جائے گا اور کل آنریبل منسٹر صاحب کا موبائل بج گیا تھا اور وہ اس وقت ضبط بھی ہو گیا لیکن میری اطلاع کے مطابق وہ انکو واپس کر دیا گیا ہے۔ تو یہ تو آپکی رولنگ کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ موبائل اب ہاؤس کی پراپرٹی ہے اور اسے یہاں ٹیبل پر ہونا چاہیئے تاکہ آئندہ کوئی اور ممبر اس قسم کی سنگین غلطی نہ کرے اور یہ آپ کی رولنگ بھی تھی جناب۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: غنی صاحب! میں نے کل کہا تھا کہ مجھے ضرورت ہے، مجھے دلوا دیجئے لیکن ہاؤس کو نہیں۔۔۔

وزیر قانون: جناب مشتاق غنی صاحب نے ریکویسٹ کی تھی کہ ظفر اعظم کو وہ واپس کر دیا جائے۔

جناب انور کمال خان: مجاہد صاحب پر ایسے دس موبائل قربان ہیں۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان خما په خیال کورم نه دے پوره۔

جناب عبدالاکبر خان: جی سر۔

جناب سپیکر: کاشف اعظم صاحب۔

جناب کاشف اعظم: که خفه کیږے نه نو۔ مطلب خاصکر اپوزیشن والا مونږ ته ئے دومره واوروَل اوس خو به زمونږه اوریدو له به هم شوک راځی کنه۔

جناب سپیکر: راځی به راروان دی راروان۔

جناب مشتاق احمد غنی: میں تھوڑا سا آپکا ٹائم لے کر Rule 246 میں ترمیم کے لئے ایک بل پیش کرنا چاہتا ہوں۔ رول 246 میں جی۔

جناب سپیکر: اسکا تو Procedure ہوتا ہے نا۔

جناب مشتاق احمد غنی: نہیں سر۔ میں آپکو رول 246 کا حوالہ دیتا ہوں کہ اس میں آپکے پاس یہ اختیار موجود ہے۔ کہ آپ اسکو Suspend کرکے دومنٹ اگر دے دیں تو۔

جناب سپیکر: نہیں، میرے خیال میں ایجنڈے پر ڈسکشن شروع ہے۔ جناب کاشف اعظم۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر رول 246 آپکے اپنے اختیار موجود ہے سر۔ اس کو Relax کریں اور۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان شاءاللہ کسی اور وقت پہ میرے پاس بہت سارے اختیارات موجود ہیں لیکن انہیں سوچ سمجھ کر استعمال کرنا پڑے گا۔ پلیز، پلیز، جناب کاشف اعظم صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! وہ آپ سے ریکویسٹ کر رہے ہیں۔ آپ انہیں سنیں نا، خیر ہے۔ پھر آپ جو بھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے انکو فلور دیا ہے اور جو آئٹم ایجنڈے پر ہے۔ جناب کاشف اعظم صاحب۔ آپ تقریر کرنا چاہیئے ہیں یا نہیں؟

جناب کاشف اعظم: جی هغوی Interruption کولو ما وائیل چی ختم شی نو۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ تھوڑے سے لوگ تو خیر آگئے ہیں، دعا کریں سب آجائیں۔ ہم نے تو انکی تقریریں سن لی ہیں وہ ہماری بھی سن لیں۔ جناب سپیکر! یہاں پر ایم پی اے کی حیثیت اور اسکی عزت اور Dignity کے بارے میں بڑی باتیں ہوئی ہیں اور بار بار یہ کہا گیا کہ اپوزیشن یا سامنے بیٹھنے والے یا اس طرف بیٹھنے والے برابر ہیں۔ یہ تو ہم سب مانتے ہیں کہ عزت کے لحاظ سے، حیثیت

کے لحاظ سے ہم سب برابر ہیں As Members لیکن جہاں پر پارٹی کی بات آتی ہے اور جس سیاسی نظریئے یا جس سیاسی پارٹی سے ہمارا تعلق ہے اسکی بات آتی ہے تو پھر اپوزیشن اور حکومتی بنچوں میں بڑا واضح فرق ہے۔ ہم جس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اسکو اس صوبے کے عوام نے ایک واضح مینڈیٹ دیا ہے اور اپنے منشور پر عمل کرنے کے لئے دیا ہے، تاکہ کسی اور سیاسی پارٹی کے منشور پر عمل کرنے کے لئے اسکو یہ مینڈیٹ ملا ہے۔ (تالیاں) اس لئے ایسے اقدام جو ایم ایم اے یا حکومت کے اپنے ایجنڈے اور منشور کے مطابق ہوں، چاہیئے وہ کسی اور پارٹی کے منشور یا اسکے ایجنڈے سے Contradict کرتے ہوں۔ تو اس میں وہ حق بجانب ہیں کہ وہ اپنے ایجنڈے کو بڑھائیں۔ کیونکہ جمہوری اصولوں کے مطابق ہمیں اس صوبے کے عوام نے اس منشور پر عمل کرنے کے لئے مینڈیٹ دیا ہے۔ اسی سلسلے میں یہاں پر شریعت بل پیش ہوا۔ یہاں پر اسکے ساتھ، حالانکہ ہمیں الفاظ کے چناؤ میں بڑے احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ جہاں دین اور مذہب کے بات ہو تو تھوڑے سے الفاظ کے معاملے میں ہمیں احتیاط کرنی چاہیئے۔ یہاں پر شریعت بل کے ساتھ دھوکے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے میں یہ کہتا ہوں کہ دھوکہ ہم نہیں دے رہے ہیں، دھوکہ وہ لوگ دے رہے ہیں۔ جنہوں نے تو اس ایوان میں آکر شریعت بل کو ووٹ دیا اور اسکو متفقہ بنایا لیکن باہر جاکر اسکو ملاؤں کا مارشل لاء کہا اور اس شریعت بل کی ان لوگوں نے مخالفت شرع کر دی۔ تو دھوکہ، آپ خود فیصلہ کریں سپیکر صاحب کہ ہم لوگ دے رہے ہیں یا وہ لوگ دے رہے ہیں۔ انکے رویوں میں تضاد ہے۔۔۔۔

سید مرید کاظم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: پلیز، پلیز۔ مرید کاظم صاحب دل گردہ بڑا رکھیں۔ آپ سنیں۔ آرام سے بیٹھیں۔ آپ نے جب تقریر کی تھی تو کسی نے Interruption نہیں کی تھی۔

جناب کاشف اعظم: تو اس لئے میں یہی کہنا چاہونگا۔

جناب سپیکر: نہیں میں یہ کہتا ہوں کہ آپ تعاون کریں۔ آپ نے تو تقریریں کی ہیں تو ذرا خدا کے واسطے آپ بھی حوصلہ رکھیں اور سنیں دوسری طرف والوں کو یعنی۔ یہ جمہوری روایات ہیں۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر صاحب! آپ کو یہ سختی زیب نہیں دیتی۔ آپ تو ہنس کر بات کیا کریں۔ ہمیں آپکی وہ ادا اچھی لگتی ہے اور ہم بات آپ کی مان لیتے ہیں۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: انور کمال صاحب! کیونکہ وہ حق بات کہہ رہے ہیں اور حق بات سب کو بری لگتی ہے۔ سپیکر صاحب کا رویہ بے انتہا اچھا ہے، معتدل ہے۔ کتنے ٹھنڈے دل سے ہم نے سن آپ کی باتیں سنیں جبکہ مجھے طعنے بھی مل رہے تھے لیکن ہم خاموش رہے۔

جناب سپیکر: مولانا محمد مجاہد، پلیز۔

جناب کاشف اعظم: جناب سپیکر صاحب! ایک اور تضاد جو یہاں پر سامنے آیا ہے، ہمارے ایک معزز رکن نے یہ کہا کہ ٹرانسفرز ہوتی ہیں، ایم پی اے سے پوچھا نہیں جاتا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ وہ ٹرانسفر کرے گا۔ یہ حکومت کا اور حکومتی اہلکاروں کا اختیار ہے۔ کسی پالیسی میں میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ جہاں پہ یہ الفاظ درج ہوں کہ Concerned MPA نہ کہے تو وہ ٹرانسفر نہیں ہوگی اور اگر Concerned MPA کہے تو ہوگی۔ یہاں پر Ban relaxation کی بات ہوئی، سی ایم صاحب بڑے کھلے دل کے مالک ہیں، انکا یہ اختیار ہے کہ وہ عوامی مفاد کے مطابق Ban relaxation کریں۔ اب عوامی مفاد میں وہ اپنا اختیار ایک دفعہ استعمال کرتے ہیں یا ہزار دفعہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اپنے اختیار کو عوامی مفاد کے مطابق، تو اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ کسی ایم پی اے کی Recommendation آئینی اور قانونی لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ یہاں پہ ایک ایم پی اے نے کہا کہ مجھ سے پوچھا نہیں جاتا۔ اسی Bench سے انکے سامنے بیٹھے ہوئے ایم پی اے اٹھے کہ سی ایم کے آرڈرز پر وہ سیکشن آفیسر عمل نہیں کرتا تو میں نہیں سمجھتا کہ ان دونوں میں سے کس کی بات صحیح ہے۔ اس طرح ٹرانسفر اور پوسٹنگز کی کمیٹی کی بات ہوئی حالانکہ آپکو مجھ سے زیادہ پتہ ہے کہ ٹرانسفرز اور پوسٹنگز حکومت کا اپنا ایک اختیار ہے۔ لیکن ایم ایم اے والے اتنے جمہوری لوگ ہیں کہ وہ اپنے اس اختیار کو بھی اس اسمبلی میں لے کر آئے اور انکو ہم نے کہا کہ اگر ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اگر حکومت سے کوئی غلطی ہوئی ہے کسی ٹرانسفر میں تو آپ اس کو چیک کر سکتے ہیں۔ لیکن اس اختیار کو بھی میں کہتا ہوں کہ جس طرح Misuse کیا گیا۔ کل ایک بوڑھا ابھی اسکا نام مجھے نہیں آتا۔ وہ ادھر کھڑا تھا۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ فاٹا، اسکا آرڈر جون 2002، اس حکومت کے آنے سے پہلے ہوا تھا اور اس کمیٹی نے

اسکو بھی Revise کر کے اسکو کینسل کر دیا کیونکہ جس کی جگہ وہ لانا چاہ رہے تھے میں اب بھی دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ اپوزیشن والوں کا بندہ تھا اسکو لانے کے لئے انہوں نے اس بندے کو کہا، چھ اس طرح کی ٹرانسفرز ہیں جو اس حکومت سے پہلے اور اس الیکشن سے پہلے ہوئی تھیں۔ لیکن کمیٹی نے انکو بھی Revise کر دیا تو اس لئے اس کمیٹی نے بڑے Nepotism اور Favoritism سے کام لیا۔ تفصیلات میرے پاس بہت زیادہ ہیں اور فائل میں موجود ہیں۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا شاید آپکو میری بات بری لگے کہ میں سٹینڈنگ کمیٹی کے اختیارات کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ لیکن بات یہ ہے سپیکر صاحب! بات حق کی ہونی اور صاف ستھری ہونی چاہیئے۔ یہاں پر بات ہوئی کہ اپوزیشن کو دیوار سے لگایا جا رہا ہے۔ حضور والا! آپ کے لئے ہم کو دیوار سے لگایا گیا ہے آپ کو نہیں لگایا گیا۔ آپ کے ایک ایم پی اے کو یہاں 36 کروڑ کا پیکج ملا، میں ایم ایم اے سے تعلق رکھتا ہوں مجھے تو اے ڈی پی میں اتنا بڑا حصہ نہیں ملا، کسی ایم پی اے کو میرے خیال میں نہیں ملا ہوگا۔ جتنا اپوزیشن کے ایک ممبر کو 36 کروڑ کا پیکج کا ملا۔ یہاں میرے پاس لسٹ پڑی ہوئی ہے کہ اپوزیشن کے پارلیمانی لیڈران کو کتنے پیکج ملے۔ یہاں پشاور شہر میں اپوزیشن کے ممبران کو کیا کچھ نہیں ملا۔ لیکن صرف اس لئے صرف اس لئے کہ انکا مطلب نکل گیا تو آج یہ حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں، اور آج یہ سیاست بازی پر اتر آئے ہیں۔ سپیکر صاحب! میں ایک بات یہاں صاف اور کھلے الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ڈرنے والے نہیں ہیں کہ آئین کی بھول بھلیوں میں ہمیں یہ گھما دیں گے اور ہمیں کھا لیں گے۔ پرسوں اخبار میں بھی لکھا تھا کہ وہ اپنا کام پھنسنے کی صورت میں نووارد حکمرانوں کو پھنسا لیتے ہیں۔ ہم پھنسانے والے نہیں ہیں۔ ہم بڑے کھلے دل کے مالک لوگ ہیں۔ ہم اپنی جگہ پر لوگوں کو Accommodate کرنا چاہتے ہیں، ہم اپنا حق چھوڑ کر دوسروں کو Accommodate کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ یہ بات نہ کہہ سکیں کہ اسلام کے نام پر ووٹ لینے والوں نے بے انصافی کی۔ یہاں پہ ایک بات بار بار کہی جاتی ہے کہ ایم ایم اے والے یہ کیوں کرتے ہیں خاصکر بشیر بلور صاحب یہ کہتے ہیں وہ موجود تو نہیں ہیں کہ یہ ایم ایم اے والے تو انصاف والے لوگ ہیں یہ کیوں کرتے ہیں انہوں نے تو اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر ووٹ لیا ہے۔ اسلام کے نعرے پر ووٹ لیا ہے۔ یا ان کا ایجنڈا انصاف والا ہے۔ تو میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اے این پی کا یا دوسری جماعتوں کا ایجنڈا انصاف والا نہیں ہے۔ انکے عمل

میں فرق ہو گا۔ کتاب میں تو جب منشور آتا ہے تو اس میں سب یہ لکھتے ہیں کہ ہم انصاف سے کام لیں گے۔ کیا انکا یہ ایجنڈا نہیں ہے؟ کیا یہ اللہ اور رسول ﷺ کو نہیں مانتے؟ کیا یہ صرف ہمارے لئے مخصوص ہے؟ (تالیاں) میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ آخری بات میں یہی کہوں گا سپیکر صاحب! کہ ہم سب اپوزیشن کو ساتھ لیکر چلنا چاہتے ہیں۔ بار بار اس کے لئے جرگے کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ پختون ولی کے مطابق ہم چلیں گے۔ اور چلتے ہیں، ہم سب چلتے ہیں۔ وہ لوگ بھی ہمارے ساتھ چلتے ہیں۔ ہم بھی چلتے ہیں۔ لیکن میں آخری بات ایک بار پھر کہوں گا کہ کوئی یہ نہ سمجھے ہمیں کہ ہم یہاں پر نووارد ہیں۔ ہم نے عوام سے ووٹ لیا ہے، ایک واضح مینڈیٹ کے ذریعے آئے ہیں، شاید یہ لوگ پانچ پانچ دفعہ آئے ہوں۔ انہوں نے عوام کی خدمت چار دفعہ کی ہو گی تب ہی ان کو پانچویں دفعہ ووٹ ملا ہو گا۔ لیکن ہم بھی ایک کردار کے حامل، ایک ایسے سیاسی نظریئے اور داسے یو سیاسی ډلے سره سپیکر صاحب مونږ تعلق ساتو چې مونږه هم هغې خلقو له شکست ورکړې دے چې هغه اووه، اووه ځل دے اسمبلی ته راغلی دی۔ (تالیاں) اوچا چې کوم دے۔ نو زمونږ حیثیت او زمونږ اهمیت دے لحاظ سره د نوروخلقو نه زیات شو که هغه اپوزیشن اړخ ته ناست دی او که دے مخ ته ناست ناست دی ،چې مونږ هغه خلقو له شکست ورکړې دے۔ چې چا پنځوس پنځوس کاله په دے ملک حکمرانی اوکړه خو عوامو له یئ هیڅ اونه کړل۔ زه منم زه به دا اومنم د مشتاق غنی صاحب خبره اومنمه چې کیدے شی مونږ هغه همره غټ کارونه په دے صوبه کښې نه وی کړی چې کوم د خلقوتوقع وه، خو مونږه کرپشن نه دے کړې، زمونږه مخالف دا وائی چې مونږه سائن بورډ مات کړې دے نو زمونږ یو مخالف هم دا نه شی وئیلے چې د ایم ایم اے یو وزیر یا ممبر په کرپشن کښېInvolve وو۔ خدائے ورله د دروغو توفیق هم هغوی له دا نه دے ورکړې چې یو کس راپاسی او هغه اووائی چې د ایم ایم اے یو وزیر او یو ممبرپه کرپشن کښېInvolve وو یا هغه کرپشن کړې دے زه منمه چې مونږه به څه لوئے ډیم یا لوئے سړک نه وی جوړ کړې خومونږه د چاعزت ته لاس نه دی اچولے ، مونږه دچا شرافت ته لاس نه دے اچولے مونږه دلته راغلی یو۔ په حکومت کښې خو مونږه سپیکر صاحب د خدمت دپاره راغلی یو۔هغه ان شاءاللہ تعالیٰ بغیر د دے خبرو نه ئے کوؤ چې دا دے

کومے پارټی سره تعلق ساتي۔زمونږه روستنے عمل، زمونږه د سی ایم صاحب زمونږه د کابینے روستنی عمل هم دا ثابته کړې ده چې دوئ چرے هم دا خیال نه دے ساتلے، دخپل ایم پی اے حق ئے اولے دے او دا پوزیشن ایم پی اے ته ئے ورکړې دے۔زه به یو ورکوټے مثال ورکړمه چې دتمباکو د Cess ټهیکه وه نو هغه چې چاته ملاؤ شوه مونږ ته پرے هیڅ اعتراض نه وو بنه په میرټ ورته ملاؤ شوه زه دا نه وائمه چې بے میرټه ورته ملاو شوه خو مونږه Nepotism یا Favoritism اونه او کړلو چې دهغه تعلق یا اپوزیشن سره دے یا دهغه د اپوزیشن دکورنئ ممبردے۔ سپیکرصاحب! زه به ستاسو ډیره شکریه ادا کومه چې تاسو ماته هډو اونه وئیل چې وخت ختم شو۔ زه به آخر کښې یو ځل بیا تاسو ټولو ته دا خبره Clear cut او واضح اوکړمه چې دے اسمبلی ته دعوامو او دټولو خلقو نظر دے۔خاص کر نن زمونږه اپوزیشن لیډران نن په تقریر کښې، بیګا د ټی وی په یو پروګرام کښې بشیر بلور صاحب او مشتاق غنی صاحب، *بھی تھے وہ ایک مخصوص نظریئے کو آگے بڑھارہے تھے۔ایجنسیوں کا جو نظریہ ہے کہ اس اسمبلی پر تین کروڑ اور چار کروڑ روپے لگ گئے۔۔۔۔۔*

(قطع کلامی)

<u>قاضی محمد اسد خان:</u> *یہ کاشف اعظم کس ایجنڈے پر بات کر رہے ہیں یہ تو کسی اور ایجنڈے پر بات کر رہے ہیں۔*

<u>جناب کاشف اعظم:</u> *تین کروڑ اور چار کروڑ روپے اسمبلی پر لگے کسی کو کیا حاصل ہوا۔ سپیکر صاحب! یہ ان ایجنسیوں اور مخصوص ٹولے کا نظریہ ہے۔ بہت سارے کام لوگ ایسے کرتے ہیں جو نفع ونقصان کی بنیاد پر نہیں ہوتے۔ یہاں پر جو بھی ممبر آتا ہے اپنے عوام کے لئے، اپنے صوبے کے حق کے لئے آواز اٹھاتا ہے، چاہے وہ جو بھی ممبر ہو، اور اس کی بات کا تعلق بھی عوام سے اور عوام کے مفاد سے ہوتا ہے، لہذا میں اخبار نویس بھائیوں سے بھی یہ گزارش کرونگا کہ کسی کے مخصوص نظریئے کو آگے بڑھانے کے لئے اور اس سسٹم کو ایساد کھانے کے لئے کہ ڈیڈلاک ہے اور کوئی چیز آگے نہیں بڑھ رہی، اس کو دکھانے کے لئے ایسی تصویر کشی سے یہ لوگ بھی تھوڑا اعتراز کریں تو بہت بہتر ہوگا۔ والسلام۔*

(تالیاں)

جناب مشتاق احمد غنی: سر! تھوڑی سی Personal Explanation ہے۔ Personal explanation کہ Transfer and postings committee کے بارے میں ہمارے دوست نے کہا کہ اس میں غلط فیصلے ہوئے ہیں۔ یہ صرف اپوزیشن کی کمیٹی نہیں تھی، حکومتی بنچوں سے مظفر سید صاحب، شاہ راز خان، پیر محمد خان صاحب بھی اس کے ممبر تھے اور اس کے چیئرمین ہمارے آنریبل ڈپٹی سپیکر صاحب تھے اور ایک ایک کیس کو چھان کر تسلی کے ساتھ یہ فیصلے کئے گئے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ بھی وہاں پر موجود رہا۔

جناب فیصل زمان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: یاسمین خان صاحبہ

جناب فیصل زمان: میرے معزز رکن نے جو کہا کہ ایجنسیوں کی رائے پر کر رہے ہیں تو ذرا میں ان سے یہ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب فیصل زمان: کہ یہ رورل ایجنسیوں کی بات کر رہے ہیں یا اور ایجنسیوں کی بات کر رہے ہیں ذرا نام لے لیں تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یاسمین خان صاحبہ

محترمہ یاسمین خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب! اپوزیشن والے بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہوگئی، ہمارے ساتھ بہت زیادہ ظلم ہوگیا، میں کہتی ہوں کہ کیسی ناانصافی ہے کہ ایک جائز ٹرانسفر میں نے کروائی تھی ایک ہیڈ مسٹریس کی ٹرانسفر تھی حلقہ P.F.55 میں، اور اس ہیڈ مسٹریس کا Tenure پورا ہو چکا تھا جب اس کی ٹرانسفر ہوئی تو نہ جانے وہ کونسے بااثر امور تھے، اتنی بارسوخ امور تھے کہ انہوں نے وہ ٹرانسفر کینسل کروادی اور جو ان کی اپنی ہیڈ مسٹریس تھی وہ اس ٹرانسفر سے دوبارہ بحال ہوگئی۔ ہمارے کئے ہوئے ٹرانسفر کینسل ہو رہے ہیں اور ان کے کئے ہوئے ٹرانسفر ہو رہے ہیں پھر بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے۔ ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ انہوں

نے ایک جائز ٹرانسفر کینسل کرواکر حق اور انصاف کی پامالی کی ہے۔اور پھر میں یہ کہتی ہوں کہ جتنے Proposals ہم دیتے ہیں وہ کینسل ہو جاتے ہیں اور ان کی Proposed کردہ ٹرانسفر ہو جاتے ہیں۔ آج یہ لوگ ادھر ایم ایم اے کی حکومت پر تنقید کرتے ہیں لیکن انہیں ہمیشہ حکومت نے اپنے ساتھ رکھا ہے، اپنے ساتھ چلایا ہے اور ہمیشہ حکومت نے اپوزیشن کا احترام کیا ہے اس کے باوجود یہ مطمئن نہیں ہو رہے اور میں سمجھتی ہوں ایم ایم اے کہ کی حکومت پر تنقید کرنے والے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ یہ جتنے بھی مسائل ہیں یہ جتنی بھی پریشانیاں ہیں یہ سب انہی سے ہمیں وراثت میں ملی ہیں۔۔۔۔

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔

<u>قاری محمد عبداللہ:</u> جناب سپیکر!

<u>جناب سپیکر:</u> قاری عبداللہ بنگش صاحب۔

<u>قاری محمد عبداللہ:</u> شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے ایک اہم مسئلے پر گفتگو کی اجازت دی ہے معزز ایوان میں جناب سپیکر، ہمارے جتنے بھی انتہائی قابل قدر بلکہ فخر صوبہ سرحد، بڑے بڑے Experienced والے تجربہ کار معزز ممبران تشریف فرما ہیں، ہر ایک نے اپنے نقطہ نظر کو بڑی جرات کے ساتھ اور بڑے شاندار انداز میں، خطیبانہ انداز میں پیش کیا ہے، بڑی اچھی بات ہے، ہمیں خوشی ہوئی لیکن ساتھ ساتھ ہم ان سے یہی توقع رکھیں گے کہ دل گردہ سے کام لے کر وہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ارکان کی بھی خوب سکون کے ساتھ نکتہ نظر سنیں گے۔ جہاں تک ایم ایم اے گورنمنٹ کی بات ہے تو ان سے زیادہ ہم خود اپنی کارروائی پر تنقید کرنے والے ہیں۔ ہم ہر پارلیمانی اجلاس میں بھرپور تنقید کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے اس زمانے میں تنقید سے بالاتر کوئی شخص نہیں ہے۔ ہم نے ابھی تک لکیر کی فقیری نہیں کی ہے، چیف منسٹر سے لیکر کسی بھی منسٹر اور کسی بھی محکمے کی ہم نے اچھی طرح سے خبر لینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہم حقائق سے بھی چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ یہ تو کہا جاتا ہے، تقریباً ہر معزز ممبر نے اپنی Speech میں ایک بات کی مقرر نشاندہی کی ہے کہ کمیٹیوں کے حوالے سے، Standing Committees کے حوالے سے، تو سب سے پہلے تو یہ گزارش میں پیش کرونگا کہ جتنی بھی اچھی کمیٹیاں

ہیں۔ مستند کمیٹیاں ہیں، کام کی کمیٹیاں ہیں، ان میں جتنا حصہ ہمارے اپوزیشن حضرات کو دیا گیا ہے، میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ حکومتی ارکان کو نہیں ملا۔ (تالیاں) پھر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو دیکھیں وہ باقاعدگی کے ساتھ جو کچھ ٹی اے ڈیاے لیتے رہے اور باقاعدہ ایک تعداد میں وہاں کام کرتے رہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ ان لوگوں نے جو محنت سے کام کیا اور جو کچھ انہوں نے بہترین انداز میں اپنا ایک عرصہ گرمیوں کا وہاں پر گزارا اس میں ہمارے معزز اپوزیشن کے ہی اکثر ممبران تشریف فرماتھے، کام کرنے والے تھے، پھر ان کی کارگردگی۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب خلیل عباس: پوائنٹ آف آرڈر جی۔

قاری محمد عبداللہ: کم از کم۔

جناب سپیکر: که د رولز قاعدے څه خلاف ورزی کیږی نو صحیح ده۔ تائم به ورکومه۔

قاری محمد عبداللہ: ان کی کارکردگی جناب سپیکر! اس ایوان میں ہمارے سامنے نہیں آئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی کارروائی بھی اس ایوان میں آنی چاہیئے۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب عبدالاکبر خان: سر! پی ای سی کا چیئرمین سپیکر ہوتا ہے اور جناب سپیکر! یہ تو Direct chair پر تنقید ہے۔

جناب خلیل عباس: سپیکر صاحب۔ (شور) ماته هم جی موقع راکړئ دا ډیره ضروری خبره ده۔

جناب سپیکر: موقع به درکړو ددے نه روستو۔

قاری محمد عبداللہ: ٹھیک ہے اگر میں اپنی کرسی پر تنقید کر رہا ہوں تو آپ کو کیا تکلیف ہے، آپ تشریف رکھیں نا۔ آپ کو کیا تکلیف ہے آپ تشریف رکھیں۔

(شور/ قطع کلامیاں)

قاری محمد عبداللہ: جہاں تک ہر ایک ممبر کا نکتہ نظر پیش کرنے کا۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ Chair پر تنقید کرتے ہیں یا نہیں لیکن ان کو یہ حق حاصل ہے میری یہ امید اور توقع ہے آپ سے کیونکہ آپ نے اپنا اپنا مؤقف بیان کر دیا ہے اور جن معزز اراکین نے اپنا مؤقف بیان نہیں کیا ہے تو ان کو پورا پورا موقع دیا جائے گا۔ آپ پوائنٹس نوٹ کرتے جائیں پھر اپنی Reply میں، اپنی جوابی تقریر میں اس نکتے کا جواب دے دیں۔ لیکن یہ طریقہ نہیں ہونا۔ اس طرف سے بھی میں استدعا کرتا ہوں اور اس طرف سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ جو بھی معزز رکن اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہے۔ لیکن معزز رکن سے ساتھ ساتھ یہ بھی درخواست ہے کہ وہ تھوڑا Relevant اور متعلقہ موضوع پر اپنی تقریر کو رکھے۔ اپنے خطاب کو محدود رکھے اور جو بھی معزز ممبر ادھر سے ہوں خواہ ادھر سے ہوں، انہیں پورا پورا موقع دیا جائے گا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن آپ سب سے یہ توقع ہے کہ Chair کے ساتھ آپ کا تعاون اور ہاؤس کے Decorum کا خیال رکھنا۔

قاری محمد عبداللہ: شکریہ جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہا تھا۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): سر! ایک۔

جناب سپیکر: جی، شہزادہ گستاسپ صاحب۔

قائد حزب اختلاف: سر! یہ بحث جو ہے یہ Committees کی Reports پر ہے۔ سر! یہ اپوزیشن کے ممبران پر نہیں ہے، یہ گورنمنٹ کے ممبران پر نہیں ہے اس کو محدود رکھا جائے۔ Committees کی رپورٹس پر کہ آیا یہ ماننی چاہئیں یا نہیں ماننی چاہئیں مسئلہ یہ ہے۔

قاری محمد عبداللہ: جناب سپیکر! اگر انہوں نے اپنی Speeches کے اندر اس کی پابندی کی ہے تو تب تو ٹھیک ہے لیکن یہ تو شریعت ایکٹ پر بھی اعتراض کرتے رہے ہیں۔ اگر یہ حضرات۔ (تالیاں) قرآن، خدا اور رسول ﷺ کے نام پر ووٹ لینے تک گئے ہیں۔ اگر انہوں نے ایم ایم اے کی گورنمنٹ کو اور نظریات کو Challenge کیا ہے تو پھر ہمیں بھی موقع دیا جائے۔ اور ان کو سننا۔ صرف سنانا مردانگی نہیں ہے بلکہ سننا مردانگی ہے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ اپنی تقریر کو موضوع تک محدود رکھیں، ٹائم بہت کم ہے۔

قاری محمد عبداللہ: مہربانی جناب سپیکر! میں معزز ممبران کی توجہ۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Order. Please:

قاری محمد عبداللہ: میں معزز ممبران کی توجہ چاہتا ہوں۔میں یہی گزارش کررہا ہوں کہ جو پوسٹنگز اور جو ٹرانسفرز ہوئی تھیں، گزشتہ اجلاسوں میں اس کے متعلق باقاعدگی کے ساتھ یہاں واک آؤٹ بھی کیا گیا تھا۔باقاعدگی کے ساتھ ہمارے اپوزیشن بھائیوں نے اس کا نوٹس بھی لیا تھا۔اور پھر اس کے لئے باقاعدہ کمیٹی، خصوصی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اور اس کے کئی اجلاس بھی ہوئے تھے اور میرے علم کے مطابق کئی ٹرانسفرز اور کئی پوسٹنگز ایسی تھیں جو واقعتاً قابل اعتراض تھیں۔اان تمام ٹرانسفرز کو منسوخ بھی کردیا گیا تھا۔تو یہ بات ایسی نہیں ہے کہ جس طرح کہی جارہی ہے۔تیسری Ban relaxation کے بارے میں بھی بات ہوئی ہے اگر شہزادہ گستاسپ خان صاحب مناسب سمجھتے ہیں تو میں اس کی بھی وضاحت کردوں۔ابھی میں یہاں پر بیٹھا تھا تو کئی ایسے اپوزیشن کے حضرات آگئے کہ ہم نے ان کو مقدم کیا اور ہمارے منسٹر صاحب نے ان کو مقدم کیا۔جب بھی ہم کسی منسٹر کے دفتر میں، منسٹر صاحب کے پاس گئے ہیں تو منسٹر صاحب نے ہمیں کنارے میں کھڑے ہونے کو کہا ہے اور ان کو Chair پر اور کرسی پر بٹھانے کو کہا ہے۔ہم یہ سمجھتے رہے ہیں کہ ہمارے جتنے بھی اپوزیشن ممبرز ہیں ان کے کام شاید ہم سے اچھے انداز میں ہو رہے رہیں۔اور بات جو میں ضروری سمجھتا ہوں ایم ایم اے نے واقعی اسلام کے حوالے سے ووٹ لیا ہے۔قرآن و سنت کے حوالے سے ہم بات کرتے رہے ہیں۔کررہے ہیں اور ان شاءاللہ العزیز کرتے رہیں گے۔

(قطع کلامی)

ایک آواز: عمل، عمل۔

قاری محمد عبداللہ: یہ عمل ہی ہے، یہ عمل ہی ہے، یہ عمل ہی کی بدولت ہم یہاں تک پہنچے ہیں قوم عمل والوں کو اور بے عمل۔۔۔۔۔

(شور/قطع کلامیاں)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: آپ بتائیں کہ کونسی بے عملی ہوئی ہے ہمیں بتادیا جائے۔۔۔۔۔

(شور/قطع کلامیاں)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: طعنے دینے سے کوئی کام نہیں بنتا کہ آپ طعنے دیتے ہیں۔

(شور)

قاری محمد عبداللہ: جناب سپیکر! ان کو اپنے نمبر پہ بولنا۔ جہاں تک شریعت ایکٹ کی بات ہے ساری دنیا کو پتہ ہے کہ جب سے اسمبلی وجود میں آئی ہے فوری طور پر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

قاری محمد عبداللہ: شریعت کونسل وجود میں لائی گئی ہے پھر شریعت کونسل باقاعدگی کے ساتھ اجلاس مرتب کرتی رہی ہے۔اور شریعت ایکٹ جو وجود میں آیا اور اس کو یہاں اسمبلی میں لایا گیا تو یہ کہنے کو،اعتراض کرنے کو تو عربی کا ایک مقولہ ہے (عربی) "المعترض عامه" جو معترض ہوتا ہے وہ جان بوجھ کر آنکھیں بند کرکے اعتراض کرتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایم ایم اے والوں نے اپنا وقت ضائع کئے بغیر شریعت کونسل قائم کرکے شریعت ایکٹ کے اوپر، حسبہ ایکٹ کے اوپر کام کرکے ان میں سے پہلا ایکٹ اسمبلی میں لائے،اور پھر وہ اسمبلی سے پاس ہوا ہے تو ہم جو کچھ کہتے ہیں، یہ حقیقت ہے وہ اتنی آسانی سے پاس نہیں ہوا ہے۔اس میں آپ حضرات نے خوب کوشش کی ہے، رگڑا دینے کی کوشش کی ہے۔آپ حضرات نے ایڑی چوٹی کی کوشش کی ہے۔اور الحمد للہ کہ آپ دلائل سے مطمئن ہو گئے اور دلائل سے مطمئن ہونے کے بعد آپ نے اسلام پسندی کا ثبوت دیا ہے جس کا ہم اعتراف بھی کرتے ہیں۔ شکریہ بھی ادا کرتے ہیں لیکن۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ قاری عبداللہ صاحب مختصر کریں نا۔

قاری محمد عبداللہ: جی؟

جناب سپیکر: مختصر کریں، مختصر

قاری محمد عبداللہ: اچھا جی۔ یہ جو عمل کی بات ہو رہی ہے تو آپ ان سے پوچھیں جو اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو فوری طور پر یہاں آئے اور جنہوں نے 24 اضلاع سے ناظمین کے استعفیٰ دلوائے۔ جنہوں نے کوہاٹ ٹنل میں جو کچھ کہا، جنہوں نے پوری یورپی دنیا کو ہلایا، جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے، پاکستان میں ایم ایم اے کے حوالے سے دنیا کو گمراہ کرنے کی کوشش کی اور پھر انہوں نے۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: سر! یہ تو کمیٹیوں کے حوالے سے بحث نہیں ہے۔

قاری محمد عبداللہ: باقاعدگی کے ساتھ رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو یہ تمام چیزیں۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

مشتاق احمد غنی: یہ Relevant بات ہے۔

قائد حزب اختلاف: یہ کمیٹیوں کے بارے میں بات نہیں سر

(شور/قطع کلامیاں)

قاری محمد عبداللہ: جناب سپیکر! حقائق کو دیکھنا اور حقائق کی روشنی میں بات کرنی۔ لوگوں کو معلوم ہے کہ کون اسلام کو روکنے والے ہیں۔ ایک ملک میں اسلامی نظام کے حوالے سے کون بندشیں کھڑی کرنے والے ہیں۔ اس ملک میں دین اسلام کو تحفظ دینے والے کون ہیں۔ مسجدوں میں، مدرسوں میں لاؤڈ سپیکروں پر آذانیں بند کرنے والے کون تھے۔ مسجدوں کی این او سی لازمی قرار دینے والے کون تھے۔ ہم نے آج بھی اسلام کے نام پر ووٹ لئے ہیں، ہم کل بھی اسلام کے نام پر ووٹ لیں گے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے۔ اسلامی نظریئے کے نام پر بنا ہے۔ ہم اس ملک اور اس دھرتی کے چپے چپے کی حفاظت کریں گے ہم اس ملک کے ہر ہر کونے میں ہر ہر فرد تک دین اسلام، قرآن اور کتاب اللہ کا پیغام پہنچاتے رہیں گے۔ میرے معزز ممبران، میرے بھائیوں، میرے دوستوں، آپ اور ہم ایک ہی ملک کے رہنے والے ہیں اسلامی نکتہ نظر سے آپ کا اور ہمارا کردار ایک ہونا۔ یہ نہیں کہ کوئی اسلام کا نام لے اور آپ ان کے اوپر اعتراض کرنے لگیں، آپ ان کے اوپر ٹوٹ پڑیں۔ آخر اسلام میں کونسی قدریں خلاف ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان؟ دین اسلام کے حوالے ایم ایم اے کا مؤقف بالکل واضح ہے۔ ہم ان شاءاللہ العزیز شعائر اسلام کا تحفظ دیتے رہیں گے۔ آج تک خدا کی قسم اسلام ہی کی خاطر یہاں اپنے سارے معمولات کو ٹھپ کرکے ہم بیٹھے ہیں اور دنیا کے لئے اور مفادات کے لئے اور قومی خزانے کی خاطر یا قومی خزانے کے نقصان کی خاطر ہمارا ایک بھی نظریاتی ممبر یہاں پر بیٹھا ہوا نہیں ہے تاہم آپ حضرات کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ ایم ایم اے کی گورنمنٹ کی اصلاح کرتے ہیں۔ تنقید آپ کا حق ہے۔ تعمیری

تنقید ہوئی۔ ہم سب کا شکر یہ ادا کرتے ہیں لیکن ان شاءاللہ اسلام کے حوالے سے ہم نے جو کچھ کہا ہے۔ایم ایم اے کی گورنمنٹ نے، وہ آپ کو تسلیم کرنا جزاک اللہ جناب سپیکر صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر ! کچھ تو کہنے دیں۔

سید مرید کاظم شاہ: 6000 سنتیں پڑھ لیں جی۔

جناب شاہ راز خان: جناب سپیکر! اجازت راکړئ جی۔

محترمہ سلمیٰ بابر: جناب سپیکر! تھوڑی اجازت دے دیں، ایک منٹ کی، میں بھی بات کرلوں۔

جناب سپیکر: آپ کو اجازت ہے۔۔۔۔۔(قہقہے)

سید مرید کاظم شاہ: سنتیں پڑھنے سے پہلے۔۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: سلمیٰ بابر صاحبہ۔

محترمہ سلمیٰ بابر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ قابل احترام جناب سپیکر صاحب، معزز اراکین ایوان! اسلام علیکم۔ اس سے پہلے کہ میں اپنے موضوع پر آؤں۔ اپنے تمام ممبران حزب اختلاف اور حزب اقتدار سے استدعا ہے کہ ایک دوسرے کے مؤقف کو سننے کے لئے تھوڑا سا حوصلہ اور صبر پیدا کریں۔ (تالیاں) اس سے ہمارے مسائل حل ہونگے ہم اپنی بات کر سکیں گے اگر اسی کو اور بھی الجھایا جائے، آپ میرے سوال کا جواب دیں، میں آپ کے سوال کا جواب اٹھ کر دوں تو یہ مسائل اور بھی الجھیں گے۔ کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا۔ جناب سپیکر! ہر کام کے لئے کوئی نہ کوئی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اس منصوبہ بندی کے تحت اس کے ہر پہلو کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ آیا اس کے مثبت نتائج ہوں گے یا اس کے منفی نتائج ہمارے لئے پیدا ہوں گے تو سٹینڈ نگ کمیٹیوں کا بھی یہی تھا کہ ہم ان کے ذریعے اپنے جتنے بھی مسائل ہیں، جتنے بھی پیچیدہ مسائل ہیں وہ حل کر سکیں گے۔ مگر بدقسمتی سے یہ سٹینڈ نگ کمیٹیاں وہ کردار ادا نہ کر سکیں جو کرنا تھا ہو سکتا ہے کہ کوئی مجبوری ہو، کوئی وجہ ہو تو اس کے لئے کوئی اور راہ بھی انسان تلاش کر لیتا ہے، تلاش ہو سکتی ہے۔ (تالیاں) جہاں تک عوامی مسائل کا تعلق ہے تو عوام نے ہم پر اعتماد کیا لیکن ہم نے ابھی تک عوام کو کچھ نہیں دیا، ابھی تک ہم نے ان کے مسائل حل نہیں کئے جو ان کی توقع

تھی وہ ہم ان کے لئے نہیں کر سکے۔ قابل احترام سپیکر! میں تھوڑی سی اس چیز کی طرف آنا چاہتی ہوں

(قطع کلامی)

Mr. Speaker: Order please.

محترمہ سلمیٰ بابر: ہمیں خوشی تھی کہ شریعت بل ہم سب نے مل کر پاس کیا تھا۔ ہم نے سوچا تھا کہ ہمارے مسائل حل ہونگے۔ چوروں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، دہشت گردی ختم ہو گی، خواتین کو ان کا مقام بھی ملے گا، عزت بھی ملے گی مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا نہ ہو سکا، اس چیز پر عمل نہ ہو سکا لیکن ہو سکتا ہے کہ آپ لوگوں کی کوئی مجبوری ہو جو اس چیز پر، آپ کے قول اور فعل میں تھوڑا سا اتضاد پایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی کوئی مجبوری ہو۔ بہر حال اس چیز کا بھی افسوس ہے کہ اس۔ (تالیاں) شریعت بل کو پاس کرنے کے باوجود قومی اسمبلی میں ایک معزز رکن مس ناہید کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا تو سب کی مائیں اور بہنیں برابر ہوتی ہیں تو کس نے اس کی مذمت کی، کسی نے کسی کے Against کچھ کہا؟ یہ بھی تو شریعت کا ایک پہلو تھا، وہ بھی ماں، بہن اور بیٹی آپ سب کی ہے، آپ ہمارے بھائی ہیں کسی نے آج تک یہ نہیں کہا۔ ٹھیک ہے وہ قومی اسمبلی کا معاملہ تھا مگر اس چیز کی مذمت کرنی چاہیئے تھی تاکہ آئندہ ہمیشہ کے لئے یہ چیز ختم ہو جاتی اور کوئی بھی اس قسم کا کوئی مزید قدم نہ اٹھا سکتا۔ جناب سپیکر! آج آپ کی ایم ایم اے کے اگر کچھ منفی پہلو ہیں تو مثبت پہلو بھی ہیں ہم اس چیز کا اعتراف کرتے ہیں کہ جس چیز کے لئے بجٹ کی تقریر میں ہم نے جو کچھ کہا، جو مطالبات ہم نے کئے ایک ایک مطالبہ ہمارا جا کر وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں پر پورا کیا، ہم ان کے شکر گزار ہیں، یہ ان کا ایک مثبت پہلو ہے (تالیاں) ہم آج بھی ان کے شکر گزار ہیں، کل بھی شکر گزار رہیں گے۔ اور جناب سپیکر! ملک اور قوم کے لئے احتجاج تو ہمارا حق ہے مگر ہم اپنے عوام کے لئے احتجاج کرتے ہیں۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ میرے پاس Option ہے۔

محترمہ سلمیٰ بابر: اگر آپ ہمارے۔۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ لوگ سننے کے موڈ میں نہیں ہیں۔ خاتون معزز رکن تقریر کر رہی ہیں اور آپ آپس میں باتوں میں لگے ہوئے ہیں تو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

محترمہ سلمیٰ بابر: آپ اگر قوم کے لئے، ملک کے لئے، عوام کے لئے، ان کے مسائل کے حل کے لئے جو بھی اچھا قدم اٹھائیں گے، جو بھی مثبت قدم اٹھائیں گے، ہم آپ کے ساتھ ہونگے۔ ابھی ہماری ایک بہن نے تقریر کی اور اس نے یہ بتایا ہے مگر میں آپ کو یہ بتادوں کہ حزب اختلاف نے ہمیشہ جو بھی کردار ادا کیا ہے قوم اور ملک کے لئے کیا ہے۔ کسی کی بات پر تنقید برائے تنقید کا مؤقف نہیں تھا۔ تنقید برائے اصلاح تھی۔ جس کے جواب میں میں حزب اختلاف کی طرف سے یہ کہنا چاہتی ہوں

ہم نے ہر دور میں تذلیل سہی ہے لیکن
ہم نے ہر دور کے چہرے کو ضیاء بخشی ہے
ہم نے ہر دور میں محنت کے ستم جھیلے ہیں
ہم نے ہر دور کے ہاتھوں کو حنا بخشی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ جناب خلیل عباس صاحب۔

جناب خلیل عباس: ډیره مهربانی سپیکر صاحب۔ چې تاسو په دومره اهم مسئله باندې ماته هم د خبرو کولو موقع راکړه۔ ټولو کښې ړومبے خو به زه سپیکر صاحب دا خبره د دے هاؤس مخکښې کوم چې دا کریډټ د اسلامی نفاذ ویل کریډټ دا دے څوک پارټی ځان له نه اخلی ځکه چې دا د ټول هاؤس متفقه طور باندې Unanimously دا پاس کړې (تالیاں) دیکښې که څومره کریډټ څوک نور اخلی نو اپوزیشن جماعتونه هم د دغے کریډټ مستحق دی۔ خو خبره دا ده، زما خیال دے د اجلاس نه مخکښې ستاسو د پارلیمانی پارټی اجلاس شوے وو او دا شوشه پکښې پریښوْدلے شوے ده چې وزیران به اخلو۔ دلته هر یو د سراج الحق صاحب په ځائے باندې تقریر کوی او حکومت چې دے هغه دغه کوی، Defend کوی (تالیاں) دلته چې څنګه تقریرونه کیږی دا خو یا د سراج الحق صاحب کار دے ----

قاری محمد عبداللہ: پوائنٹ آف آرڈر جی۔

Mr. Speaker: No point of Order, No point of Order at all.

ان کو سننا چاہیئے۔ نہیں اجازت نہیں دونگا۔

قاری محمد عبداللہ: جناب خلیل صاحب نے ہمارے استحقاق کو مجروح کیا ہے۔

جناب سپیکر: میں اجازت نہیں دونگا۔ قاری عبداللہ صاحب پلیز۔ آپ پلیز بیٹھ جائیں۔ ابھی آپ کو سننا پڑے گا۔ پلیز خلیل عباس صاحب۔

قاری محمد عبداللہ: نیت پر ہماری-----

جناب سپیکر: خلیل عباس صاحب۔ خلیل عباس صاحب۔

جناب خلیل عباس: دا صوبائی اسمبلی ده۔ علماء کرام دلته څومره چې ناست دی زمونږ د سرونو ګلونه دی جی۔ زمونږ د سرونو ګلونه دی خو لږ هاؤس کښې چې څه ایجنډا وی، پکار ده په هغې دے تقریر کوی د دے نه دے د جمعے خطبه نه جوړوی، دا زما یو استدعا ده۔ دے باندې صرف هغه، هغه Particular ایجنډے ته Restrict کیدل پکار دی چې څه باندې خبره وی سر-----

(قطع کلامی)

قاری محمد عبداللہ: دا د جمعے د خطبے خبره نه ده۔

جناب خلیل عباس: دا جماعت نه دے۔ دا هاؤس دے۔ دا پراونشل اسمبلی ده، دا جماعت نه دے او دلته به د ایجنډے مطابق خبرے کوئی۔

جناب سپیکر: پلیز خلیل عباس صاحب۔

جناب خلیل عباس: نه، دا جی هاؤس دے۔ سپیکر صاحب دا پراونشل اسمبلی ده دا جماعت نه دے۔ دلته که خبره کیږی-----

جناب سپیکر: دا دوئی پوهه کوی نه کښېی نوی ئے کنه۔

جناب خلیل عباس: نو د ایجنډے مطابق به کیږی جی۔ دلته د ایجنډے مطابق خبره کیږی۔

جناب سپیکر: خلیل عباس صاحب فلور-----

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون وصنعت): زه ستا سو نه دا تپوس کوم چې تا سو کوم تقریر کړې وو۔ هغه په ایجنډے وو که۔۔۔۔

جناب خلیل عباس: جناب ما خو تقریر نه دے کړې زه خو اوس کوم لګیا یم۔

وزیر قانون: مخکښې کړې وو۔

جناب خلیل عباس: نه جناب زه خو اوس تقریر کوم زمونږه سپیکرانو چې څومره تقریرونه کړی دی په ایجنډا باندې ئے کړی دی۔۔۔۔۔

(شور، قطع کلامیاں)

جناب خلیل عباس: سپیکر صاحب! دلته خبره اوشوه۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں انتہائی۔۔۔۔۔

(قہقہے)

ایک آواز: مؤدبانہ۔

جناب سپیکر: مودبانہ درخواست کرونگا کہ برائے خدا دائیں اور بائیں والے میرے معزز اراکین صوبائی اسمبلی اس ایوان کا جس طرح اس کی روایات ہیں اس کو پامال کرنے کی کوشش نہ کریں اور اس کی زرین روایات کو برقرار رکھیں اور جو موضوع ہے اس کے اندر، دو کروڑ عوام کے آپ منتخب نمائندے ہیں۔ ہمارے معزز پریس کے بھائی تشریف رکھتے ہیں اور ساری دنیا کی اس معزز ایوان پر نظر ہے۔ جو کریڈٹ اس ایوان اور اس معزز اراکین کو جاتا ہے برائے خدا اس کو آپ ڈسٹرب نہ کریں، اس کو آپ زک نہ پہنچائیں اور اس کا آپ پورا پورا خیال رکھیں۔ مجھے توقع ہے ان شاءاللہ کہ جو بھی معزز رکن جس کو میں موقع دونگا تو وہ آئندہ اپنے زرین خیالات کے لئے جذبات سے کام نہیں لے گا، وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے اپنے زرین خیالات کا اظہار موضوع کی نسبت سے کرے گا۔ میں دونوں اطراف سے خواہ ان کا تعلق حزب اختلاف سے ہو یا حزب اقتدار سے ہو، مؤدبانہ اپیل کرتا ہوں، درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس معزز ایوان کے Decorum کو برقرار رکھیں اور Chair کی اس استدعا کے ساتھ آئندہ احتیاط رکھیں۔ جی، خلیل عباس صاحب۔

جناب خلیل عباس: سپیکر صاحب!تاسو چې څه اوفرمائیل، تاسو د دے هاؤس Custodian ئے په دےChair ناست ئے جی او زه خو خپل دا یو فریضه ګنړم چې د Chair احترام په هر صورت پکار دے او ستاسو چې څه خبره وی هغه زمونږ دپاره د یو حکم حیثیت لری۔ زه جی د ے ایجنډے ته راځم او په ایجنډا خبره کوم۔ ایجنډا سر دا وه چې د سټینډنګ کمیټو په Recommendations باندې عمل نه کیږی۔ دلته ذکر د P.A.C اوشو جی۔ زه په هغې ممبر ووم الله ګواه دے ، تاسو د هغې چیئرمین وے چې مونږه د نهو بجو نه واخلے تر یوے نیمے بجے پورے کار کړې دے او چائے مو پکښې هم، داسے ورځے راغلی دی چې په ډائننګ هال کښې نه دی څخکلی او هم په هغه ځائے کښې مو څخکلی دی۔ پی اے سی د سات کروړ پینسټھ لاکھ روپو (7,65,00,000) د Recovery order کړې ده۔ 31 Embezzlement چې کوم د پیسو هغه د فراډ Cases وو هغې کښې ئےInquiries order کړی دی۔ مونږ خو سر هم دغه خبره کوؤ۔ مونږ کار اوکړو میاشت مو تیره کړه، بچی مو پریښودی وو، کور مو پریښودے وو حلقه مو پریښودے وه او زمونږ دپاره دا خبره اوشوه چې په یخ ځائے کښې پراته وئے۔ مونږ خو هر څه پریښی وو۔ سیاسی سړی نه که بچی پاتے وی، خیر دے ، خو چې حلقه ترے نه وی پاتے۔ مونږ هر څه پریښی وو۔ هلته مو کار اوکړلو۔ څه نتیجه ئے راوتله؟ هیڅ هم نه۔ مونږ خو سرا! که زمونږ د اپوزیشن ممبران دی نور، که زمونږه دا پارلیمانی صدران دی د مختلفو د اپوزیشن پارټو۔ که زمونږه نورو معزز ممبرانو خبره اوکړله۔ مونږ خو سرا! هم دغه خبره کوؤ۔ مونږ خو تاسو سره حاضر وو۔ ایبټ آباد خو ایبټ آباد که هر چرته مو ولے نه بوځے ، کوهستان ته مو وے نه بوځے ، مونږ تاسو سره خو۔ مونږ تاسو سره هر قسمه Co- operation کوؤ، شپه او ورځ درسره یو کوؤ۔ دپاره د دے صوبے د عوامو آو د دے غریب خلقو دپاره خو مونږ خو دا خبره کوؤ چې پکار ده چې د دے کمیټو Recommendations باندې د عمل درآمد اوشی۔ بل سرا! دلته دا خبره هم اوشوه چې په آئین کښې دا چرته شامل دی چې ایم پی اےپه ، Recommendations ریکارډ کیږی۔ زه دا تاسو نه جی دا دغه کومه، ټھیک ده که دا نه دی شامل نو دا چرته شامل دی چې Non elected خلقو په

Recommendations د کار کیږی۔۔۔ (تالیاں)۔۔۔ جناب والا! دا سټینډنګ کمیټیانے ، دا خو که دے کیښې، دیکښې خو دا نه ده چې مونږ د اپوزیشن ممبران شامل یو۔ د اکثر کمیټیانو کښې سربراهان چې دی، هغه ټریژری بینچز نه دی۔ که درے کسان پکښې د اپوزیشن وی نو پنځه پکښې د ټریژری وی۔ مونږه یو باهمی افهام و تفهیم سره یو خپل سوچ او فکر آو د خپل Abilities مطابق مونږ هغې کښې فیصلے کوؤ۔ آو چونکه اوس ځینی کمیټو چیرمین تاسو ئی، ډپټی سپیکر صاحب دے ، داسے نور زمونږ معزز ارکان دی نو چې هغوی یو فیصله اوکړی نو هغه خو On behalf of Govt: کوی۔ نو زما دا استدعا ده چې مهربانی اوکړې دا کمیټیانے اوس ددے هاؤس د ګورنمنټ Assistance دپاره دی۔ که تاسو خپل، خپل ځان سره مدد کول نه غواړے نو چې یو سړے ځان سره خپله مدد نه کول غواړی نو خدائے پاک به ورسره څه مدد اوکړی جی۔ ډیره مهربانی۔

قاری محمود(وزیرزراعت): جناب سپیکر۔

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: پلیز زه دغه کوم۔ یو Clarification دغه دے د سټینډنګ کمیټو په حواله سره۔ څنګه چې خلیل عباس خان اووئے۔ نو دا یعنی د سټینډنګ کمیټو Formation دپاره د مختلفو سیاسی پارټو Strength مطابق،الله ګواه دے چې ما هغه دغه چې کړیدے آو زما دا یقین دے چې ان شاءالله دے تمام هاؤس ماته اختیار راکړې وو او په هغه، که لږ ډیر انسان وی، مطلب دا دے څه نادانسته طور، دانسته طور نه یعنی څه داسے کمزوری پکښې راغلے وی، د هغې تلافی هم کیدے شی۔ خو ما هغه Political parties strength خیال ساتلے دے آو د هغې متعلق ما پارټی دغه، کمیټیانے Constitute کړې دی آو د هغې په مناسبت سره چیئرمینان۔ دا ما ځکه چې یعنی خبره داسے راغله نو هغه پارلیمانی روایات هم دی آو مطلب دا دے چې دا قانون هم دے چې هغه د Political parties strength په مناسبت سره هغوی ته د نمائندګی حق حاصل

دے۔ آو د هغې د انسانی کمزورو باوجود د هغې پورا پورا خيال ساتلے شوے دے۔

The sitting is adjourned and we will meet again Inshah Allah tomorrow at 09:30 am, thank you.

(اجلاس بروز جمعرات مورخہ 04 ستمبر 2003ء صبح ساڑھے نو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)